فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (القرآن)

184

# مُحَدِّث

مدیر: حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **محدث** لاہور

جلد ۔ ۲۰ | شعبان المعظم ۱۴۱۰ بمطابق مارچ ۱۹۹۰ | عدد ۔ ۸

## اس شمارے میں


۱۔ فکر و نظر:

فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست ۔۔۔۔۔ اداریہ ۲

۲۔ الکتاب والحکمۃ:

ترجمان القرآن ۔۔۔۔۔ نواب صدیق حسن خاںؒ ۸

۳۔ تحقیق و تنقید:

ا۔ مسئولہ احادیث نبویہؐ ۔۔۔۔۔ غازی عزیر ۲۱

ب۔ کیا جامع الترمذی میں ترک رفع الیدین

کا باب ہے؟ ۔۔۔۔۔ مولانا محمد ایوب فاضل ۲۹

۴۔ مقالات:

آنحضورؐ کی معاشی زندگی ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ۴۴

۵۔ تذکرۃ المشاہیر:

امام ابن اثیر جزریؒ ۔۔۔۔۔ عبدالرشید عراقی ۵۶


**مجلس ادارت**

حافظ عبدالرحمن مدنی

مولانا سید مجتبیٰ سعیدی

مولانا محمد رمضان سلفی

مولانا عبدالرحمن کیلانی

مولانا عبدالقوی لقمان

**بدلِ اشتراک**

زرِ سالانہ ۔ ۵۰ روپے

فی پرچہ ۔ ۵ روپے

**دفترِ رابطہ**

۹۹ ۔ جے ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۱۴

فون: ۔ ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ناشر: حافظ عبدالرحمن مدنی طابع: بشیر احمد مطبع: زاہد بشیر پرنٹرز ۱۳/۲۸ ریٹیگن روڈ ۔ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فکرونظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

برّصغیر پاک وھند کے دینی مدارس حکومتوں کی جس اعتنائی اور جدید معاشرے کی منفی سوچ کے علی الرغم چل رہے ھیں اس میں انکا وجود ھی معجزہ سے کم نھیں۔ برطانوی استعمار نے لارڈ میکالے کے ذریعے جس نئے نظامِ تعلیم کو رائج کر کے مُسلمانوں کی نسل کُشی کی کوشش کی تھی۔ اس کا اندازہ اکبرؔ الٰہ آبادی کے اس شعر سے لگا لیجئے،

یُوں قتل سے بچّوں کے وہ بدنام نہ ھوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

سطور ذیل میں دینی مدارس کے بارے میں ایک ایسی ھی مخالفانہ سوچ کے بالمقابل مولانا محمّد یوسف لدھیانوی۔کراچی کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔ (مدیر)

## دینی مدارس کے خلاف زہرافشانی :

کچھ عرصہ پہلے پنجاب میں زکوٰۃ کے چیف ایڈمنسٹریٹر نے بتایا تھا کہ گزشتہ نو سال میں دینی مدارس کو ۳۳ کروڑ ۸۴ لاکھ ۲۰ ہزار روپے زکوٰۃ فنڈ میں سے دیئے گئے۔ اور اس رقم سے ۲۰۸۴ دینی مدارس کے ۸۸٬۹۵ طلبہ نے استفادہ کیا۔

شیر علی صاحب نے ایڈمنسٹریٹر صاحب کو لکھا کہ برائے کرم ان اعداد وشمار کے علاوہ یہ بھی بتائیے کہ اِن دینی مدارس میں پڑھایا کیا جاتا ہے؟ وہاں کون لوگ پڑھتے ہیں؟ پڑھانے والے کون ہیں اور کس قدر تعلیم یافتہ ہیں؟ کیا اِن دینی



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مدارس میں کوئی ایسا بچہ بھی پڑھتا ہے جو کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو؟ کیا وہ سیاسی عناصر جو ہمہ وقت اسلام اور اسلامی نظام کی رٹ لگائے رکھتے ہیں، ان مدرسوں میں اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ اگر نہیں بھیجتے اور یہ طے ہے کہ نہیں بھیجتے تو معلوم ہونا چاہیے کہ کیوں نہیں بھیجتے؟

جو طلبہ ان مدرسوں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں وہ کسی مسجد میں امامت کے علاوہ کیا کسی اور کام کے قابل ہوتے ہیں؟ جبکہ امامت کا معاملہ بھی مشکوک رہتا ہے۔ کیونکہ ہماری مسجدیں بھی تو دیوبندی اور بریلوی اور شیعہ اور سنی اور اہلحدیث اور وہابی وغیرہ وغیرہ میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ یا پھر صاف صاف کہیئے کہ ان مدرسوں کے یہ فوائد ہیں کہ منتظمین کی روٹی چلتی ہے اور غریب بچے جو دوسرے اسکولوں میں نہیں پڑھ سکتے یہاں داخل ہو جاتے ہیں، مانگے تانگے کی روٹی کھا لیتے ہیں۔ اور جب مدرسوں سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو جب بھی ان بیچاروں کا گزارہ مفت کی روٹی پر ہوتا ہے۔

تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ان مدرسوں کو سکولوں میں بدل دیا جائے۔ ان میں تعلیم کے مروجہ تمام مضامین ریاضی اور سائنس اور تاریخ وغیرہ کے علاوہ قرآنِ مجید کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔ قرآن مجید مسلمانوں کے ہر فرقے کا مشترک سرمایہ ہے۔ اس لئے قرآنِ پاک کی تعلیم سے فرقہ سازی کی بیماری بھی ختم ہو جانے کا امکان ہے اور دین و دنیا کی تفریق کا بھی۔

# جواب

روزنامہ جنگ کراچی (۲ جنوری ۱۹۹۰ء) کی اشاعت میں ادارتی صفحہ پر احمد ندیم قاسمی کا کالم شائع ہوا۔ جس میں ایک مراسلہ نگار کے حوالے سے مدارسِ عربیہ کے خلاف زہر افشانی کی گئی ہے۔

مراسلہ نگار نے دینی مدارس کے ۸۸۷۹۵ طلبہ پر نو سال میں ۳۳ کروڑ ۸۴ لاکھ ۲۰ ہزار روپے کی زکوٰۃ خرچ کرنے کا جو احسان دھرا ہے، ذرا حساب لگا کر دیکھئے کہ یومیہ فی طالب علم کتنی رقم بیٹھتی ہے؛



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نو سال کے دن ہوتے ـــــ: ۳۲۸۵

اِن دنوں پر مذکورہ بالا ۲۲۸۴۲۰۰۰۰ ۳۲ کی رقم کو تقسیم کیا گیا تو فی دن خرچ ہونے والی زکوٰۃ ہوئی ـــــ/۲۰،۳۰ ر ۱۰ روپے۔

اور ایک لاکھ تین ہزار بیس روپے کی رقم کو اٹھاسی ہزار سات سو پچاس سے طلبہ پر تقسیم کیا گیا تو فی طالب علم یومیہ رقم ہوئی ایک روپیہ سولہ پیسے۔

گویا مراسلہ نگار کی ساری غوغا آرائی کا حاصل یہ ہوا کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم کو ایک روپیہ سولہ پیسے کی زکوٰۃ کیوں دی گئی۔ اِس قوم کی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی داد دینی چاہیے جس کے افراد اپنے دین کی تعلیم پر ایک روپیہ سولہ پیسے کی "خطیر" رقم خرچ کرنے پر احتجاج کر رہے ہوں اور وہ بھی ٹیکس کی رقم سے نہیں بلکہ زکوٰۃ کی رقم سے۔

افسوس ہے کہ اِن اَعداد و شمار کو پیش کرتے ہوئے نہ تو مراسلہ نگار کو گھن آئی اور نہ ہمارے ملک کے نامور ادیب کو مراسلہ نگار کے ان نامبارک خیالات کو اپنے کالم میں جگہ دیتے ہوئے کوئی خفت محسوس ہوئی۔

محترم مراسلہ نگار نے چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب سے دینی مدارس کے طلبہ پر خرچ کی گئی زکوٰۃ کے اعداد و شمار تو بڑی دلچسپی سے معلوم کر کے شائع کر دیئے۔ حالانکہ مراسلہ نگار کو بھی اعتراف ہے کہ جن طلبہ پر یہ زکوٰۃ (ایک روپیہ سولہ پیسے یومیہ) خرچ کی گئی وہ نادار ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کا صحیح مَصرف تھے کاش کہ انھوں نے چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب سے یہ معلوم کرنے کی زحمت بھی فرمائی ہوتی کہ اس نو سال کے عرصہ میں زکوٰۃ کا بے محل استعمال کس قدر ہوا؛ کتنی رقم اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ پر (مسلم و غیر مسلم کی رعایت کیئے بغیر) خرچ کی گئی؛ کتنی رقم نام نہاد رفاہی کاموں میں بغیر تملیک کے لگا دی گئی؛ کتنی رقم سرکاری اہلکاروں کے حصّہ میں آئی. کتنی رقم بطورِ رشوت استعمال کی گئی؛ اور جتنی رقم دینی مدارس کو دی گئی اُس میں سے کتنا کمیشن زکوٰۃ کے عملہ نے وصول کر لیا؛ شاید اس کا ریکارڈ جناب چیف صاحب کے دفتر میں بھی محفوظ نہیں ہو گا، لیکن کراماً کاتبین کے دفتر میں یقیناً محفوظ ہو گا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا یہ عجیب بات نہیں کہ زکوٰۃ کی جو رقم اپنے صحیح مصرف پر خرچ کی گئی اُس پر تو جارحانہ انداز میں احتجاج کیا جا رہا ہے اور زکوٰۃ کی جو رقم ایسی جگہوں پر خرچ کی گئی جن سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ہی ادا نہیں ہوتی۔ اس پر نہ کوئی سوال اور نہ احتجاج ؟

مراسلہ نگار نے سوال کیا ہے کہ ان دینی مدارس میں کیا پڑھایا جاتا ہے وہاں کون لوگ پڑھتے ہیں، پڑھانے والے کون اور کس قدر تعلیم یافتہ ہیں ؟ کیا ان دینی مدارس میں کوئی ایسا بچہ بھی پڑھتا ہے جو کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو۔

مراسلہ نگار کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ان دینی مدارس میں قرآن کریم، حدیثِ نبوی، اسلامی قانون، اسلامی عقائد، وغیرہ علومِ نبوت پڑھائے جاتے ہیں۔ اور بعض وہ علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں جو ان علوم کے لئے موقوف علیہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کے بغیر قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی علوم کا سمجھنا ممکن نہیں۔ اگر مراسلہ نگار کی نظر میں اِن علومِ نبوت کی کوئی قیمت نہیں تو ہم اسے عقل و فہم کے لحاظ سے معذور سمجھتے ہیں۔ اور اگر اُن کے خیال میں ان علوم کا زندہ رکھنا اور ان میں تخصص پیدا کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے تو دینی مدارس کے خلاف مراسلہ نگار کی غوغا آرائی "آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را" کے مصداق ہے۔

رہا یہ کہ اِن دینی مدارس میں کون لوگ پڑھتے ہیں ؟ جواباً گذارش ہے، مراسلہ نگار کو مطمئن رہنا چاہیے کہ بحمداللہ وہاں سکھوں اور ہندوؤں کے بچے نہیں پڑھتے بلکہ مسلمانوں کے بچے ہی زیرِ تعلیم ہیں۔

مراسلہ نگار پوچھتے ہیں کہ دینی مدارس میں پڑھانے والے کون ہیں اور کس قدر تعلیم یافتہ ہیں ؟ جواباً گذارش ہے کہ جو کام دینی مدارس کے اساتذہ کے سپرد ہے وہ بحمداللہ اس میں مہارت رکھتے ہیں اور بغیر کسی فخر و مباہات کے کہا جا سکتا ہے کہ اس شعبہ میں بڑے بڑے پی۔ایچ۔ڈی ان کے سامنے طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باقی یہ مراسلہ نگار



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی بلند نظری ہے کہ ان کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے علوم پڑھنے والے تو تعلیم یافتہ ہیں لیکن علومِ نبوت کے پڑھنے پڑھانے والے اُن کی نظر میں تعلیم یافتہ نہیں۔

رہا مراسلہ نگار کا یہ کہنا کہ اِن مدارس میں کوئی ایسا بچہ بھی پڑھتا ہے جو کسی کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو؟ اِس سلسلے میں چند گذارشات ہیں :

اوّل :- تو مراسلہ نگار کو اطلاع کرنے کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحمداللہ اِن مدارس میں ایک معقول تعداد اُن طلبہ کی بھی ہے جن کا تعلّق کھاتے پیتے مگر دیندار گھرانوں سے ہے۔ مراسلہ نگار ذرا زحمت فرما کر ملک کے اہم دینی مدارس میں تشریف لے جائیں۔ وہاں جا کر بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔

دوم :- اگر فرض کر لیا جائے کہ اِن دینی مدارس میں ایک بچہ بھی ایسا نہیں پڑھتا جس کا تعلّق کھاتے پیتے گھرانے سے ہو، تو مراسلہ نگار ہی بتائیں کہ اس میں قصور دینی مدارس کا ہے یا کھاتے پیتے گھرانوں کا؟ اگر کوئی کھاتا پیتا گھرانہ دولت کی بدمستی میں دینی اور دینی تعلیم سے بے نیاز ہو چکا ہے تو یہ اُس کی اپنی بدبختی و شقاوت ہے۔ دین، دینی تعلیم اور دینی مدارس پر کیا الزام ہے؟ یہ حق تعالیٰ شانہٗ کی تقسیم ہے کہ اکثر و بیشتر دین اور دینی علوم کے پاس غریب اور پسماندہ طبقہ ہی رہا ہے۔

سوم :- مراسلہ نگار کا دینی مدارس پر طنز کرنا کہ کھاتے پیتے گھرانوں کے بچے ان میں کیوں تعلیم نہیں پاتے۔ یہ بالکل وہی بات ہے جو مکّہ کے کافر قرآنِ کریم پر طنز کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن ایک غریب آدمی پر کیوں نازل کیا گیا۔ مکّہ اور طائف کی دو بستیوں میں سے کسی کھاتے پیتے آدمی پر یہ قرآن کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ کیسی ستم ظریفی ہے کہ آج مراسلہ نگار کفارِ مکّہ کی ترجمانی کرتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں پر وہی پھبتی اڑا رہے ہیں جو کفارِ مکّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اڑایا کرتے تھے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مراسلہ نگار لکھتے ہیں کہ جو طلبہ اِن مدارس سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں وہ کسی مسجد کی امامت کے علاوہ کیا اور کسی کام کے قابل ہوتے ہیں ؟ گویا مسجد کی امامت اور دوسرے دینی مشاغل مراسلہ نگار کے نزدیک کوئی کام ہی نہیں ۔ بھنگیوں کا کام تو مراسلہ نگار کے نزدیک کام ہے مگر قرآنِ کریم کا پڑھنا پڑھانا اور دینی علوم کی تعلیم دینا، مسلمانوں کی پیش آمدہ ضروریات میں دینی رہنمائی کرنا، ان کو شرعی مسائل بتانا سرے سے کوئی کام ہی نہیں ؟ دُنیا کا کون مسلمان ہوگا جو مراسلہ نگار کی اس ذہنی پرواز کی داد نہ دے گا ۔ مراسلہ نگار کی عقل و دانش صرف اس بات پر احتجاج کر رہی ہے کہ ایک روپیہ سولہ پیسے کی زکوٰۃ ایسے لوگوں کو کیوں دی جا رہی ہے جن کی سرگرمیاں صرف اور صرف دین تک محدود ہیں ۔ ممکن ہے کہ کل کوئی مراسلہ نگار سے بھی زیادہ عقل مند شخص یہ احتجاج کرنے لگے کہ قومی خزانے کا کھربوں روپیہ فوج پر کیوں خرچ کیا جا رہا ہے ؟ جبکہ بیس سال سے ہماری کسی ملک سے جنگ ہی نہیں ہوئی ۔ اور نہ اتنی بڑی فوج کا کوئی مصرف سامنے آیا ہے ۔ اور عدالتوں پر اتنا بڑا سرمایہ کیوں خرچ کیا جا رہا ہے جبکہ بظاہر غریب عوام کو ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا اور نہ کوئی غریب کسی عدالت سے رجوع کر سکتا ہے ۔ ایسے سوالات اٹھانے والا یا تو ملک کا دشمن تصور کیا جائے گا اور اُسے فوری طور پر گرفتار کر کے پسِ دیوارِ زنداں بھیجا جائے گا یا اُس بیچارے کو ذہنی معذور قرار دے کر اُسے کسی دماغی ہسپتال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا جائے گا ۔ ٹھیک اسی طرح مراسلہ نگار کا دینی مشاغل و مصروفیات کو "دبیکار" قرار دینا ، اس کا منشا یا تو دینی دشمنی ہے یا ذہنی افلاس ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

# احباب توجہ فرمائیں !

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے ۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الکتٰب والحکمۃ

# انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

# ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خانؒ

پروفیسر محمد اسرائیل ـــــ پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبدالحفیظ

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ :- ترجمہ:- جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقین کی صفت ہے کہ وہ غیب کی بات پر ایمان لاتے ہیں، ایمان کہتے ہیں تصدیق کو یعنی دل سے کسی بات کو سچ اور برحق ماننا کسی نے کہا یہاں ایمان کے معنیٰ ڈر ہیں۔ ابن جریرؒ نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان بالغیب کے ساتھ قول، اعتقاد اور عمل سے متصف ہیں کبھی اللہ کا ڈر بھی ایمان کے معنیٰ میں داخل وشامل ہوتا ہے یعنی اس ایمان میں جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ قول کی تصدیق عمل سے کرے۔ ایمان ایک ایسا جامع حکم ہے کہ اس میں اللہ، آسمانی کتابیں، تمام انبیاء ورسل کی تصدیق اور بالفعل اقرار واعتراف شامل ہے۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں لغت میں ایمان کا لفظ تصدیق محض پر بولا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ : (التوبۃ: ۶۱)

ترجمہ:- وہ اللہ کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے۔

یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا تھا۔

"وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا صٰدِقِیْنَ۔ (یوسف: ۱۷)

ترجمہ:- اور آپ ہماری بات کو گو ہم سچ ہی کہتے ہوں باور نہیں کریں گے۔

اسی طرح جب یہ لفظ اعمال کے ہمراہ آتا ہے تو بمعنیٰ تصدیق ہوتا ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۔ (التین : ۶)

ترجمہ:۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ۔

اور جب مطلقاً استعمال ہو گا تو ایمان شرعی بغیر اعتقاد، قول اور فعل کے نہیں ہوتا، اکثر آئمہ کا یہی مذہب ہے بلکہ شافعیؒ، احمدؒ اور ابو عبیدہؒ وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ایمان قول اور عمل سے گھٹتا بڑھتا ہے، اس باب میں بہت سی احادیث و آثار آئے ہیں جنہیں ابن کثیرؒ نے اوّل شرح بخاری میں علیحدہ ذکر کیا ہے، جس نے ایمان کی تفسیر یہاں خشیت کی ہے اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ (الملک : ۱۲)

ترجمہ:۔ جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ (ق : ۳۳)

ترجمہ:۔ جو اللہ سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع لانے والا دل لے کر آیا ۔

یہ خشیت ایمان و علم کا خلاصہ ہے، اللہ کا فرمان ہے ۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر : ۲۸)

ترجمہ:۔ اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں ۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۔ (البینۃ : ۸)

ترجمہ:۔ یہ صلہ اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے ۔

معلوم ہے کہ بہشت اہل خشیت کا ہی مقدر ہے، رہی یہ بات کہ غیب سے یہاں کیا مراد ہے؟ کسی نے کہا اللہ، فرشتے، کتابیں، آخرت کا دن، جنت و دوزخ، اللہ کی ملاقات یہ لوگ اس بات پر ایمان لائے کہ مرنے کے بعد جی اٹھیں گے، سو یہ سب غیب ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا غیب وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ کسی نے کہا قرآن ہے، بعض نے کہا جو اللہ پر ایمان لایا وہ غیب پر ایمان لایا، کسی نے کہا غیب سے مراد اسلام ہے ۔ کسی نے کہا قضاء و قدر ہے سو یہ سارے معنی ملتے جلتے ہیں، یہ ساری چیزیں نظر نہیں آتیں سب پر ایمان لانا واجب ہے۔ ابو جمعہؓ نے کہا ہم نے رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح تھے انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہے؟ ہم آپؐ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو مجھ پر ایمان لائے گی۔ حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں (احمد) دوسرے الفاظ اس طرح ہیں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم سے زیادہ کوئی قوم اجر پائے گی؟ ہم اللہ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی اطاعت کی، آپؐ نے فرمایا تمہیں اس بات سے کون منع کرتا ہے کہ رسول اللہؐ تمہارے درمیان موجود ہیں، ہر دم آسمان سے وحی چلی آتی ہے۔ ہاں ایک قوم تمہارے بعد آئے گی اُن کو ایک کتاب دو گتوں کے درمیان ملے گی وہ اس کی تصدیق کریں گے اور جو کچھ اس کتاب میں ہوگا اس پر عمل کریں گے اُن کا اجر تمہارے اجر سے دوگنا زیادہ ہے۔ (ابن مردویہ) فتح الباری میں ہے کہ فضیلت میں کوئی چیز صحابہؓ کے برابر نہیں ہو سکتی، کیونکہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کو دیکھا ہے، صرف اجر کے زیادہ ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ غیر صحابہ، صحابہؓ پر افضل ہوں اس لئے کہ اجر کی کمی و بیشی کا انحصار عمل پر ہوتا ہے سو مشاہدۂ رسولؐ کوئی عمل نہیں پاسکتا۔ رسولِ اکرمؐ کا فرمان ہے ایمان میں وہ قوم مجھے سب سے زیادہ پسند ہے جو تمہارے بعد ہوگی۔ ان کو صحیفے ملیں گے، ان کے پاس کتاب ہوگی اور وہ جو کچھ اُن صحف میں لکھا ہوگا اس پر ایمان لائیں گے (ابن عرفہ) ابو حاتمؒ نے کہا مغیرہ بن قیس اس حدیث کی سند میں "منکر الحدیث" ہے، لیکن قریب قریب ابو یعلی، ابن مردویہ اور حاکم نے بھی حدیث محمد بن حمید کو روایت کیا ہے، حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

ان حدیثوں میں کتاب و سنت کے پیروکاروں کے لئے خوشخبری ہے کہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کو نہیں دیکھا صرف قرآن کو پایا، اس پر ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں۔ عربی لغت میں ہر اُس چیز کو غیب کہتے ہیں جو انسان کو نظر نہ آئے۔ کسی نے کہا غیب سے مراد اس جگہ دل ہے یعنی صدقِ دل کے ساتھ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہیں، کسی نے کہا غیب سے مراد وہ چیز ہے جس کی خبر رسولِ اکرمؐ نے دی اور وہ عقل سے دریافت نہیں ہو سکتی۔ جیسے علاماتِ قیامت، عذابِ قبر، حشر، نشر، صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

حدیثِ جبرائیلؑ میں ایمان شرعی اسی کو ٹھہرایا۔ فرمایا۔ ایمان یہ کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، تو قضاء و قدر کے اچھا اور بُرا ہونے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر ایمان لائے ۔ یہ حدیث بخاری شریف میں "والقدر خیرہ وشرہ" کے الفاظ سے آئی ہے ۔ حدیث نزیلہ بنت اسلم میں تحویلِ قبلہ کے بارے میں ہے کہ جب ان کو یہ خبر ملی کہ رسولِ اکرمؐ نے قبلے کی طرف منہ کر لیا ہے تو انہوں نے قبلے کی طرف منہ کیا تو وہ نماز ہی میں قبلے کی طرف پھر گئے ۔ جب رسول اکرمؐ نے یہ بات سنی فرمایا۔

"اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اٰمَنُوْا بِالْغَيْبِ"

یہ وہ قوم ہے جو غیب پر ایمان لائی (ابن حاتم، طبرانی، ابن مندہ ابونعیم)

عوف بن مالک نے مرفوعاً کہا ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھتا، صحابہ رضؓ نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں ؟ فرمایا ہاں ضرور ہو لیکن تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو مجھ پر تمہاری طرح ایمان لائے گی، تمہاری طرح تصدیق کرے گی، تمہاری طرح میری مددگار ہو گی، کاش میں انہیں مل سکتا۔ (ابن ابی شیبہ، مسند) اس حدیث کا مصداق کامل اہل حدیث کا گروہ ہے۔ ان کو رسولِ اکرمؐ نے اپنا بھائی کہا ہے، ان کی یہ پہچان بتائی کہ وہ ایمان، تصدیق اور نصرت نبوی میں صحابہ رضؓ کی مانند ہوں گے۔ سو یہ وصف سوائے ان لوگوں کے کسی اور میں معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ اسی طریقہ پر گامزن ہیں جس پر رسولِ اکرمؐ اور صحابہ رضؓ قائم تھے ۔ احیاء سنت سے ہمیشہ دین اسلام کی نصرت کرتے ہیں، بدعات کا قلع قمع کر کے رسولِ اکرمؐ کے مددگار بنتے ہیں (دللہ الحمد) ابو امامہ باہلی رضؓ سے مرفوعاً یہ آیا ہے اُس آدمی کو ایک مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اس آدمی کو سات مرتبہ مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا نہیں لیکن مجھ پر ایمان لایا (احمد، الطیالسی، بخاری حاکم) ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں اس کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی شخص اس شخص سے بہتر ایمان نہیں لایا جو غیب پر ایمان لایا، پھر یہ آیت تلاوت کی الٓمّٓ ۔ ذٰلک الکتاب، الآیۃ ایمان بالغیب کے بارے میں تابعین کے بہت سے اقوال ہیں، ترجیحی بات یہی ہے کہ ایمان شرعی ان سب اقوال پر صادق آتا ہے کیونکہ اعمال ایمان میں داخل ہیں ۔ حدیث ابوہریرہ رضؓ میں مرفوعاً آیا ہے۔ ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے افضل لاالٰہ الا اللہ کا اقرار واعتراف اور سب سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے ۔

(بخاری ومسلم)

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ترجمہ :- اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی نماز ہمیشہ ٹھیک وقت پر بلا تاخیر، بغیر قضا کئے ارکان وسنن اور معروف طریقے پر ادا کرتے ہیں۔ فرائض وحدود اور نماز کے ارکان خلل سے بچاتے ہیں۔ "اقامۃ" کے اصل معنیٰ یہ ہیں کہ ہمیشہ ادا کرے۔ معلوم ہوا کہ جو وقت پر نماز نہیں پڑھتا یا کسی وقت پڑھتا ہے اور کسی وقت نہیں پڑھتا، یا بے وقت ادا کرتا ہے، یا اس طرح نہیں پڑھتا جس طرح سے ثابت ہے، یا غفلت و بے پرواہی سے پڑھتا ہے، وہ "مقیم صلوۃ" نہیں ہے بلکہ ایک فرض نماز کے عملاً ترک کرنے سے کفر لازم آجاتا ہے اگر توبہ کے بغیر مرگیا یا مارا گیا تو مرتد ہوا اور ایسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفن کرنا چاہیئے۔ لوگ دعویٰ تو ایمان واسلام کا کرتے ہیں مگر اکثر نمازیں عملاً ترک کرتے ہیں، تاخیر سے پڑھتے ہیں یا غفلت سے ادا کرتے ہیں ان کے انجام کا خدا ہی حافظ ہے۔ خصوصاً عورتیں کہ وہ نماز کے اوقات کی پابندی نہیں کرتیں۔ اگر جہنم میں سب سے زیادہ یہ ہوں تو کیا تعجب ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اس جگہ نماز سے مراد پانچوں نمازیں ہیں قتادہؒ نے فرمایا "قیام" سے مراد یہاں وقت، وضو، رکوع اور سجود پر محافظت ہے۔ کسی نے کہا "اقامۃ" سے مراد پورا کرنا ہے رکوع، سجود، تلاوت اور خشوع وخضوع کا۔ بہر حال ان سب عبارتوں کا حاصل ایک ہے کہ ایسی نماز پڑھے جیسی نماز رسول اکرمؐ پڑھتے تھے اس میں سب کچھ آگیا ہے۔

حدیث میں ہے "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" اس نماز میں رفع یدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا، جلسہ استراحت اور رکوع کے بعد اعتدال کرنا سب سنتیں شامل تھیں۔ اس نماز کی ترکیب "مسك الختام شرح بلوغ المرام" میں لکھی ہے۔ نماز کا مطلب رسالہ حقیقۃ الصلوۃ میں کسی نے خوب بیان کیا ہے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

یعنی اللہ کی راہ اور اس کی اطاعت میں صدقہ دیتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک "رزق" وہ چیز ہے جس سے نفع حاصل ہو، حلال ہو یا حرام۔ معتزلہ حرام کو رزق نہیں مانتے یہ ان کی غلط فہمی ہے، یہ اور بات ہے کہ حرام رزق کا کھانا، لینا اور دینا کبیرہ گناہ ہے۔ مگر رزق کی تعریف سے باہر نہیں لفظ "کچھ" کا یہ معنیٰ ہوا اسراف وتبذیر بری چیز ہے، اللہ کی مرضی کے بغیر مال کا اڑانا بڑا گناہ ہے ایسے لوگوں کو قرآن مجید میں "اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ"



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا لقب دیا گیا ہے۔ یہ مرض ان امراء میں جو بخیل نہیں، سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ رؤسا میں سے کوئی بخل سے ہلاک ہوا تو کوئی اسراف سے۔ قتادہؒ نے فرمایا اس خرچ سے مراد زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے ابن مسعودؓ نے فرمایا، خرچ کرنے سے مراد اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے۔ ابن جریرؒ نے فرمایا آیت میں زکوٰۃ، فرض، نفل، صدقہ، قریب وغریب وغیرہ سب اخراجات شامل ہیں، ابن کثیرؒ نے کہا اللہ نے نماز اور مال کے خرچ کو بہت جگہ پر ایک ساتھ ذکر کیا۔ یہ اس لئے کہ نماز اللہ کا حق ہے، اس کی عبادت ہے، یہ عبادت اللہ کی توحید وثناء، تمجید اور اپنی عاجزی، دعا اور توکل پر مشتمل ہے۔

"انفاق" اللہ کی مخلوق پر احسان کرنا ہے، کیونکہ اس کا نفع ایک سے دوسرے تک پہنچتا ہے۔ سو اس احسان کے سب سے زیادہ مستحق اہل وعیال، قرابت والے اور مملوک ہیں، اس کے بعد اجنبی لوگ، "اول خویش بعد درویش" اس لئے سارے نفقات واجبہ اور فرض زکوٰۃ اس آیت میں داخل ہیں۔

صحیحین میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً آیا ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱۔ کلمہ شہادت کا اقرار واعتراف۔ ۲۔ نماز کا قائم رکھنا۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

۵۔ بیت اللہ کا حج۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

ترجمہ:۔ اور جو کتاب (اے محمدؐ) آپ پر نازل ہوئی۔ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

مراد سارا قرآن مجید اور ساری شریعت اسلام ہے۔ نزولِ قرآن کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیلؑ نے اللہ کا کلام آسمانوں میں سنا اور اسی طرح رسولِ اکرمؐ کے پاس لائے اس سے اللہ کا عرش پر ہونا ثابت ہوا۔ قرآن کا سننا، پڑھنا، سینوں میں محفوظ ہونا، مصحف میں لکھا جانا اور حرف وصوت میں ہونا ثابت ہوا۔ قرآن مجید کی یہ ساری صفات خود کلام اللہ اور حدیثِ رسولِ اکرمؐ سے ثابت ہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔

ترجمہ:۔ اور جو کتابیں تم سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یعنی دوسرے رسولوں پر جیسے حضرت ابراہیمؑ پر صحیفے، داؤدؑ پر زبور، موسیٰؑ پر تورات اور عیسیٰؑ پر انجیل۔ ان سب پر ایمان لانا اجمالاً فرض عین ہے اور قرآن پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے کہا اس آیت سے مراد اہل کتاب کے مؤمنین ہیں۔ ان کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ۔

ترجمہ:۔ اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ:۔ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

جس طرح کہ پہلی آیت سے مراد مؤمنین عرب تھے، کسی نے کہا کہ یہ دونوں آیتیں سارے مؤمنین کے حق میں ہیں، عربی یا عجمی، انسان ہوں یا جن، اہل کتاب ہوں یا مسلمان، شوکانی رحہ نے اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ ان مؤمنین کی تعریف کی ہے جنہوں نے ان دونوں معاملات کو مانا ہے۔

تیسری جگہ فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ۔

ترجمہ:۔ مومنو! اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔

چوتھی جگہ فرمایا:۔

آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ، (العنکبوت ۴۶)

ترجمہ:۔ جو (کتاب) ہم پر اتری اور جو (کتابیں) تم پر اتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پانچویں جگہ فرمایا:۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ (البقرہ:۲۸۵)

ترجمہ:۔ رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔

چھٹی جگہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (النساء: ۱۵۲)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا۔

ابن کثیرؒ نے کہا اگرچہ سارے مؤمنین اس میں داخل ہیں لیکن اہل کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب پر مفصل ایمان لائے، پھر جب مسلمان ہو کر قرآن پر بھی مفصل ایمان لائیں گے تو ان کو دوگنا اجر ملے گا، غیر اہل کتاب کا ایمان اگلی کتابوں پر اجمالی ہے ہاں کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ پر بہت سے عربوں کا ایمان اُن لوگوں کے ایمان سے جو اسلام میں بعد میں داخل ہوتے ہیں اُتم و اکمل ہے گو ان کو دوہرا اجر ملے، اس لئے کہ ان کی تصدیق کا ثواب اہلِ کتاب کے دوہرے اجر پر بڑھ جائے گا۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

یعنی اس دن جتنے کام ہوں گے جیسے بعث و نشر و حشر کسی میں بھی ان کو شک نہیں ہے سب کی سچے دل سے تصدیق کرتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ متقین کی صفت ہے۔ اور وہ اس یقین کو ایمان کی اساس اور اسلام کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ جبکہ اہل کتاب کا اعتقاد آخرت کے سلسلے میں صحیح نہیں ہے، چہ جائیکہ وہ مرتبہ یقین تک پہنچ سکیں، ابن کثیرؒ نے آخرت سے مراد یہاں بعث و قیامت، جنت و جہنم حساب و میزان لیا ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چونکہ وہ دن دنیا کے بعد آئے گا اس لئے اس کو آخرت یا "یوم آخر" بولتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ

ترجمہ:۔ یہی لوگ اپنے پروردگار سے ہدایت پر ہیں۔

راستے سے مراد "نور" یا "استقامت" یا "بیان" یا "برہان" یا "بصیرت" یا "توفیق" یا "سراد"، یہ سب معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس جملہ میں متقین کے حالات کی خبر دی ہے کہ وہ بسبب کمالِ استعداد، اعمالِ صالحہ اور ترکِ محرمات کے اللہ کی طرف سے کامیاب و کامران اور راہ شناس ہو گئے ہیں۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ:۔ اور یہی نجات پانے والے ہیں۔

یعنی دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا، انہوں نے مدعی و مقصود پا لیا، جس برائی سے بھاگے تھے اس سے محفوظ ہوئے، کسی نے کہا آگ سے بچے اور جنت نصیب ہوئی، ابن عمرؓ کہتے ہیں ہم نے رسولِ اکرمؐ سے عرض کی بعض دفعہ ہم قرآن پڑھتے ہیں تو ہم پُرامید ہوتے ہیں اور بعض جگہ ناامیدی آگھیرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت و دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ عرض کیا گیا ضرور۔ فرمایا۔ "الٓمٓ" سے لے کر "مفلحون" تک اہل جنت کا ذکر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم یہی لوگ ہیں۔ پھر فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ .....

..... عظیم" میں اہل دوزخ کا ذکر ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ یہ ہم لوگ نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ (ابن ابی حاتم)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ترجمہ:۔ جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (یونس ۹۶)

ترجمہ:۔ جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں لانے کے جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر طرح کی نشانی آ جائے۔

تیسری جگہ اہل کتاب کے نافرمانوں کے بارے میں فرمایا۔

وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ۔

(البقرہ ۱۴۵)

ترجمہ:۔ اور اگر آپ ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آئیں تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں۔

یعنی اللہ نے جس کو "شقی" ٹھہرا دیا ہے اس کو کوئی "سعید" نہ کر سکے گا اور جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا کوئی ہدایت نہ دے سکے گا، پھر اے رسولِ اکرمؐ تو آپ اپنے جی کو کیوں گھلاتے ہیں۔ آپ کو تو صرف پیغام حق پہنچانا ہے کوئی مانے یا نہ مانے، جو مانے گا اسی کا بھلا ہوگا، جو نہیں مانے گا وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ کا کام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ رسولِ اکرمؐ کی تمنا تھی، سب لوگ ایمان لے آئیں، ہدایت کی راہ پر چلیں، آپؐ کا فرمان مانیں، اللہ نے فرمایا: ایمان صرف وہی لاتا ہے جس کے لئے پہلے سے سعادت مقرر ہو چکی، گمراہ وہی ہوتا ہے جو پہلے سے بدبخت ٹھہر چکا ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا یہ آیتیں "غزوہ احزاب" سے بیٹھ رہنے والوں کے حق میں اتریں۔

دوسری جگہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا (ابراھیم ۲۸)

ترجمہ:۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیا۔

علماء نے کہا یہ آیت عام ہے مگر اس کے معنی خاص ہیں، یعنی اس سے مراد ایسا آدمی ہے۔ جس کا کفر پر مرنا اللہ کے علم میں موجود ہے۔ اللہ نے یہ چاہا کہ لوگوں کو یہ بات بتا دے کہ ان میں ایسے آدمی بھی جن کا یہ حال ہوگا، تعیین خاص کسی شخص کی نہیں کی۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ:۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار ہے۔

دل، کان، آنکھ کا ذکر اس لئے کیا کہ علم کے یہی تین راستے ہیں، دل سے انسان سمجھتا ہے، کان سے سنتا ہے اور آنکھ سے دیکھتا ہے سو جب دل اور کان پر مہر لگ گئی، آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تو نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق کو دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔ بعض اہل علم کا خیال ہے اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ حق بات کے سننے سے تکبر اور روگردانی کرتے ہیں، ابن جریرؒ نے کہا یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ نے تو یہ کہا ہے کہ ہم نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی ہے، زمخشری نے پانچ طرح سے ابن جریر کا رد کیا ہے۔ مگر ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ وہ سب وجوہ ضعیف ہیں۔ اعتزال نے اس کو یہ جرأت دلائی کہ اللہ کا مہر لگانا اس کے اعتقاد میں ایک امر قبیح ٹھہرا۔ اگر وہ اس آیت پر غور کرتا۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ۔ (صف: ۵)

ترجمہ:۔ جب اُن لوگوں نے کج روی کی اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ (انعام: ۱۱۱)

ترجمہ:۔ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے۔

تو ابن جریرؒ کے قول کا ردّ نہ کرتا اور یہ بات جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ ان دلوں پر مہر لگا کر ان کے اور ہدایت کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ ان کے ترکِ حق اور باطل پر اصرار اور ہٹ دھرمی کی پوری پوری سزا ہے، قرطبیؒ نے کہا اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ اللہ نے اپنے نفس کو کافروں کے دلوں پر مہر لگانے کے ساتھ موصوف کیا ہے جس طرح فرمایا:

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ (النساء: ۱۵۵)

ترجمہ:۔ بلکہ ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر مہر کر دی ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر حدیثِ دل کے پھرنے کا ذکر کیا، پھر اس دعا کا "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ"، پھر حدیث حذیفہؓ کو بیان کیا جس میں دلوں کے اندر فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ (بخاری) ابن جریرؒ کہتے ہیں حدیث ابوہریرۃؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے اب اگر توبہ کرلی، گناہ سے باز رہا تو دل صاف ہوگیا اور اگر زیادہ گناہ کیا تو نقطہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہوگیا، یہ وہی "رین" ہے جو اللہ نے فرمایا:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (المطففین: ۱۴)

ترجمہ۔ دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔

اس حدیث کو ترمذی نے "حسن صحیح" کہا۔ نسائیؒ نے بھی روایت کیا۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ رسولِ اکرمؐ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جب گناہ دل پر لگاتار آتے ہیں تو دل کو بند کردیتے ہیں۔ جب دل بند ہوگیا تو اللہ کی طرف سے اس پر مہر لگ گئی۔ اب نہ ایمان اس میں جاسکتا ہے اور نہ کفر وہاں سے باہر آسکتا ہے، یہی مطلب ہے قرآن مجید کی اس آیت کا کہ مہر تو دل اور کان پر لگتی ہے، آنکھ پر پردہ پڑتا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً (الجاثیۃ: ۲۳)

ترجمہ:۔ اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

مجاہدؒ نے کہا "رین" (زنگ) "طبع" (مہر) سے ہلکا ہے۔ "طبع" "اقفال" (تالے) سے کم ہے، "اقفال" سب سے زیادہ سخت ہے۔ باقی رہا "عذاب عظیم" سو اس جگہ اس سے مراد عذاب آخرت، عقابِ قیامت یا قتل وقیدِ دنیا ہے۔ عذاب ہر اس چیز کا نام ہے جو انسان کو تکلیف دیتی ہے۔ "عظیم" ضد ہے "حقیر" کی جس طرح "کبیر" ضد ہے "صغیر" کی۔ اس بنیاد پر "عظیم" "کبیر" سے بڑھ کر ٹھہرا، جس طرح کہ "حقیر"، "صغیر" سے کم تر ہے، اللہ نے پہلی چار آیتوں میں مومنین، مخلصین کا ذکر کیا، پھر دو آیتوں میں خالص کافروں کا ذکر کیا۔ اب تیرہ آیتوں میں منافقین کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جو نہ ادھر تھا اور نہ ادھر، ظاہر میں مومنین کے موافق تھے اور باطن میں کافروں



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی طرح تھے، اس لئے ان کے حق میں فرمایا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (النساء: ۱۴۵)

ترجمہ:۔ کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس فرقے کا حال اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا تھا اس لئے کئی وصف ان کے بیان فرمائے۔ ہر وصف ایک طرح کا نفاق ہے۔ ان کا ذکر سورۂ توبہ میں، سورۂ منافقین اور سورۂ نور میں بھی آیا ہے، تاکہ سب لوگ ان کے حال کو جانیں اور ان سے بچتے رہیں۔

(جاری ہے)

## زیست کی بلبل

### پہ اک دن موت کا جھپٹے گا باز

تو نے مجھکو دولت دل سے کیا ہے سرفراز
مانگتا ہوں تجھ سے میں اب دولتِ سوز و گداز

کیوں نہ ہو محبوب مومن کو تہجد کی نماز
حاصلِ عمرِ رواں ہے عرصۂ راز و نیاز

کام آتا ہے جو انساں دہر میں انسان کے
نعمتِ عظمیٰ ہے اُس انسان کی عُمرِ دراز

جاں سے جاں کر بھی سکونِ جاں نہیں اُنکو ملا
جاں رہی جنکی فدائے رقص و موسیقی و ساز

خلق سے اُلفت ہے میری خالقِ کُل کیلئے
بے حقیقت فلسفے ہیں یہ حقیقت اور مجاز

کر خوشی سے صرف مال و زر خدا کی راہ میں
حسرت و غم کا سبب ہے مال و زر کا ارتکاز



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دار الافتاء
تحقیق و تنقید

از غازی عزیر

# مسئولہ احادیث نبویہ
# محدثین کی نظر میں

مکرمی و محترمی ! سلام مسنون ۔

عرض یہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک عرصہ سے جمعرات کو مغرب کی نماز کے بعد کسی ساتھی کے مکان پر کچھ ہندوستانی و پاکستانی مسلمان جمع ہوتے ہیں اور ایک حافظ صاحب کسی دینی کتاب سے کچھ صفحات پڑھ کر سناتے اور اس کی شرح بیان فرماتے ہیں ۔ گذشتہ ہفتہ کی نشست میں علمائے اسلام کی تکریم کے بابت حافظ صاحب نے اور بہت سی باتوں کے علاوہ درج ذیل حدیثیں بھی بیان کی تھیں :

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
" میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں "

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
" جس نے علماء کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے علماء سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا "

اِن دونوں حدیثوں کی صحت اور ان کے اصل منشاء و مطلب کو بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ۔

نیاز مند :
عبدالرحمٰن عبدالحفیظ میواتی
ص ب ۱۶۳ ۔ جیزان
۱۴۰۹/۶/۱ھ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## الجواب بعون الوھاب

مسئولہ دونوں حدیثیں صحت کے اعتبار سے قطعاً بے اصل اور موضوع (گھڑی ہوئی) ہیں:

۱۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ۔

"میری اُمت کے علماء بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔"

اس حدیث کو علامہ جلال الدین بن عبدالرحمٰن السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے "الجامع الصغیر"[۱] میں وارد کیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے بھی "امداد المشتاق" (ملفوظات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم) میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے پھر خامہ رقمطراز ہیں فرمایا:

> "منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرتﷺ حضرت موسیٰؑ سے ملاقی ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار کیا کہ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ، جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ بَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ وغیرہ عرض کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیا طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو آپ (امام غزالیؒ) نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اسقدر پوچھا تھا مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰى[۲] تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى[۳] الآیۃ، آنحضرتﷺ نے فرمایا، ادب یا غزالی الخ"[۴]

ان حضرات کے علاوہ بعض اور علماء نے بھی اس حدیث کو اپنی کتب میں وارد کیا ہے مگر اس کے متعلق امام بدر الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں: "لَا يُعْرَفُ لَهَا اَصْلٌ"[۵] علامہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن عمر الشیبانی الشافعی الأثریؒ (م ۹۴۴ھ) فرماتے ہیں: "دمیریؒ، زرکشیؒ اور ابن حجرؒ کا قول ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے"[۶] علامہ نور الدین ابی الحسن السمہودیؒ (م ۹۱۱ھ) فرماتے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں: "ترمذی"، ابن حجر اور زرکشی کا قول ہے کہ اسکی کوئی اصل نہیں ہے[7]" علامہ شمس الدین ابی الخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م سنہ ۹۰۲ھ) میں فرماتے ہیں: "ہمارے شیخ (امام ابن حجر عسقلانی) اور ان سے قبل دمیری اور زرکشی نے فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے ان میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ کسی معتبر حدیث کی کتاب میں اس کا مذکور ہونا معروف نہیں ہے[8]" شارح صحیح بخاری علامہ شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (م سنہ ۱۱۶۲ھ) فرماتے ہیں: "سیوطی نے "الدرر[9]" میں فرمایا ہے کہ یہ بے اصل ہے (پھر "المقاصد الحسنۃ" للسخاوی کی عبارت نقل فرماتے ہیں)[10]" علامہ محمد بن علی الشوکانی (م سنہ ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں: "ابن حجر اور زرکشی نے اسے بے اصل بتایا ہے[11]" علامہ محمد درویش حوت البیروتی فرماتے ہیں: یہ موضوع اور بے اصل ہے جیسا کہ متعدد حفاظ نے بیان کیا ہے مگر بیشتر علماء نے اپنی کتب میں حفاظِ حدیث کے قول سے غفلت کی بنا پر اس کو ذکر کیا ہے[12]" اور محدثِ شام علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "باتفاق علماء یہ بے اصل ہے، یہ وہی چیز ہے جس سے گمراہ قادیانی فرقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کے باقی رہنے پر استدلال کیا کرتا ہے[13] الخ"

علمائے حنفیہ میں سے شیخ نورالدین علی بن محمد بن سلطان المشہور بالملا علی القاری الہروی مرحوم (م سنہ ۱۰۱۴ھ) نے "الأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ" میں اس حدیث کو وارد کیا ہے اور فرماتے ہیں: "دمیری اور عسقلانی کا قول ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، یہی زرکشی کا خیال ہے۔ سیوطی نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے[14]" اور علامہ محمد طاہر بن علی پٹنی (م سنہ ۹۸۶ھ) بیان کرتے ہیں: ہمارے شیخ اور زرکشی کا قول ہے کہ یہ بے اصل ہے اور کسی معتبر کتاب میں اس کا موجود ہونا علماء کے نزدیک معروف نہیں ہے" حنفی مسلک کے ایک اور مشہور ترجمان اُستاذ عبدالفتاح ابو غدہ مصری فرماتے ہیں: "شریعت میں اسکی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ موضوع یا ضعیف اور ساقط ہے"

پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث باتفاق علماء قطعاً بے اصل اور گھڑی ہوئی ہے،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

۲۔ مسئولہ دوسری حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے مثلاً

"مَنْ زَارَ عَالِماً فَكَمَنْ زَارَنِي وَمَنْ صَافَحَ عَالِماً فَكَمَنْ صَافَحَنِي وَمَنْ جَالَسَ عَالِماً فَكَمَنْ جَالَسَنِي وَمَنْ جَالَسَنِي فِي الدَّارِ الدُّنْيَا أَجْلَسَهُ اللّٰهُ مَعِيَ غَدًا فِي الْجَنَّةِ"[۱۸]

ابونعیمؒ کی روایت میں آخری الفاظ اس طرح منقول ہیں:

"أَجْلَسَهُ رَبِّي مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[۱۸]

ایک اور روایت کے الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں:

"مَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَكَأَنَّمَا زَارَنِي وَمَنْ صَافَحَ الْعُلَمَاءَ فَكَأَنَّمَا صَافَحَنِي وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَكَأَنَّمَا جَالَسَنِي وَمَنْ جَالَسَنِي فِي الدُّنْيَا أَجْلَسَ إِلَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

علامہ ابی الحسن علی بن محمد ابن عراق الکنانیؒ (م ۹۶۳ھ) فرماتے ہیں: "ابن عباسؓ کی روایت میں راوی ابن عمر العدنی موجود ہے"[۱۹] علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: "اس کی اسناد میں کذاب راوی ہیں"[۲۰] علامہ محمد طاہر پٹنیؒ فرماتے ہیں: "اس کی اسناد میں حفص کذاب موجود ہے"[۲۱] ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "ذیل"[۲۲] میں مذکور ہے کہ اس کی اسناد میں حفص کذاب ہے"[۲۳] علامہ اسماعیل عجلونیؒ نے بھی ملا علی قاریؒ کی مذکورہ بالا علت بیان فرمائی ہے[۲۴]

اس روایت کی اسناد میں موجود مجروح راوی "ابن عمر العدنی" یا "حفص" اصلاً حفص بن عمر بن میمون ابو اسماعیل الملقب بالفرخ الیمانی العدنی ہے، جس کے متعلق امام نسائیؒ فرماتے تھے: "ثقہ نہیں ہے" امام دارقطنیؒ نے اس کا ذکر اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین" میں کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانیؒ اسے "ضعیف" کہتے ہیں۔ امام عقیلیؒ فرماتے ہیں: "لَا يُقِيمُ الْحَدِيثَ"۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "یہ شخص ان میں سے ہے جو اپنے دل سے اسانید گھڑ لیا کرتے ہیں، لہٰذا اگر وہ روایت کرنے میں منفرد ہو تو اس کے ساتھ احتجاج جائز نہیں ہے"۔ ملا طاہر پٹنیؒ فرماتے ہیں: "حفص بن عمر العدنی کی یحییٰؒ نے تکذیب فرمائی ہے"۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



" ابو حاتمؒ کا قول ہے کہ لین الحدیث ہے اور ابنِ عدیؒ کا قول ہے کہ عام طور پر جو کچھ وہ روایت کرتا ہے وہ غیر محفوظ ہوتی ہے" امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: " مالک، حکم بن ابان اور المفضل سے عن کے ساتھ روایت کرتا ہے..... عقیلیؒ کا قول ہے کہ حفص اباطیل بیان کرتا ہے الخ" علامہ ابنِ عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں: " حفص ابی الزناد سے روایت کرتا ہے یحییٰ بن یحییٰ النیسابوریؒ نے اسکی تکذیب کی ہے" علامہ سیوطیؒ بھی ایک مقام پر بیان کرتے ہیں کہ " یحییٰ بن یحییٰ النیسابوریؒ نے اسکی تکذیب کی ہے اور امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث بتایا ہے"

حفص بن عمر العدنی کے تفصیلی ترجمہ یا اسکے متعلق محدثین کے مذکورہ بالا اقوال کے لئے الضعفاء والمتروکون[۴۵] للنسائیؒ الضعفاء والمتروکون[۴۶] للدار قطنیؒ، تقریب التہذیب[۴۷] لامام احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م سنہ ۸۵۲ھ) تہذیب التہذیب[۴۸] لابن حجر عسقلانیؒ، الضعفاء الکبیر[۴۹] لابی جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکیؒ، کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین[۵۰] لامام محمد بن حبان بن احمد ابی حاتم التمیمی البستیؒ (م سنہ ۳۵۴ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال[۵۱] لابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (م سنہ ۷۴۸ھ)، الضعفاء والمتروکین[۵۲]، لابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی القرشیؒ (م سنہ ۵۹۷ھ) التاریخ الکبیر[۵۳] لامام محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م سنہ ۲۵۶ھ)، الجرح والتعدیل[۵۴] لابن ابی حاتم الرازیؒ، الکامل فی الضعفاء[۵۵] لابن عدیؒ، قانون الموضوعات والضعفاء[۵۶] للشیخ محمد بن طاہر بن علی الفتنیؒ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ[۵۷] لابن عراق الکنانیؒ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد[۵۸] للحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ (م سنہ ۸۰۷ھ) اور ذیل الموضوعات[۵۹] للسیوطیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

پس ثابت ہوا کہ مسئولہ دونوں حدیثیں باعتبار صحت قطعاً بے اصل اور گھڑی ہوئی ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

افسوس کہ ہمارے بعض مقتدر علماء و مؤلفین نے اپنی تصانیف میں غفلت یا لاعلمی یا محققانہ ذوق کے فقدان کے باعث یا ان جیسی بیشمار بے بنیاد چیزوں کو جگہ دے کر عوام کی گمراہی کا سبب فراہم کیا ہے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایسی صورت میں ہر اہلِ علم اور ذی عقل شخص پر لازم ہے کہ ان علماء کے نام یا ان کی مشہور زمانہ تالیفات یا ان کے اعلیٰ منصبوں سے مرعوب نہ ہو کر بوقت درس و مطالعہ و تبلیغ ان کتب میں مذکور تمام احادیث کی خوب چھان بین کرلے، ان علماء کی تمام باتوں کو وحیٔ الٰہی کی طرح من وعن تسلیم نہ کرتا جائے اور نہ ہی ان کے تسامحات کی دوراز کار تاویلات بیان کرنے کی سعیٔ نامشکور میں اپنا وقت ضائع کرے بلکہ ان چیزوں سے خود بچے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے دینِ حنیف کی صحیح سوچ سمجھ عطا فرمائے، اور تلاش حق کا ذوق وشوق نیز اسے قبول کرنے کی ہمت وحوصلہ عطا فرمائے، آمین۔

## حواشی:۔

ف۱ الجامع الصغیر للسیوطیؒ حدیث ۲۰۱۰۔

ف۲ سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۷۔

ف۳ ایضاً، آیت ۱۸۔

ف۴ امداد المشتاق مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ، صفحہ ۹۲، طبع کراچی۔

ف۵ اللآلی المنثورۃ فی الأحادیث المشہورۃ المعروف بالتذکرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ للزرکشیؒ صفحہ ۱۶۷، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء۔

ف۶ تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی ألسنۃ الناس من الحدیث للشیبانیؒ صفحہ ۱۲۱، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ء۔

ف۷ الغماز علی اللماز فی الموضوعات المشہورات للسمہودیؒ، صفحہ ۱۴۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۶ء۔

ف۸ المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الأحادیث المشتہرۃ علی الألسنۃ للسخاویؒ صفحہ ۲۸۶ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۷۹ء۔

ف۹ الدرر للسیوطیؒ حدیث ۲۹۳، طبع بیروت۔

ف۱۰ کشف الخفاء ومزیل الإلباس عما اشتہر من الأحادیث علی ألسنۃ الناس للعجلونیؒ ج ۲، صفحہ ۸۳، طبع مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۵ء۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۱ھ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للشوکانی ؒ، صفحہ ۲۸۶ طبع السنۃ المحدیۃ ۱۹۷۸ء۔

۱۲ھ أسنی المطالب فی أحادیث مختلفۃ المراتب للحوت بیروتی ؒ، صفحہ ۲۰۰ طبع دار الکتب العربی بیروت ۱۹۸۳ء۔

۱۳ھ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱، صفحہ ۴۸۰، طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۱۴ھ الاسرار المرفوعۃ للقاری ؒ، صفحہ ۱۵۹، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۵ء۔

۱۵ھ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ؒ، صفحہ ۲۰، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۹ھ۔

۱۶ھ التعلیقات الحافلۃ علی الأجوبۃ الفاضلۃ لأبی غدہ، صفحہ ۳۳، طبع مکتبۃ الراشد بالریاض ۱۹۸۴ء۔

۱۷ھ رواہ ابن النجار ؒ من حدیث انس ؓ فی قصۃ بیّنۃ الکذب۔

۱۸ھ رواہ ابونعیم ؒ من حدیث ابن عباس ؓ

۱۹ھ تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعہ الموضوعۃ لابن عراق الکنانی ؒ، ج ۱، صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۳، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ء۔

۲۰ھ الفوائد المجموعۃ للشوکانی ؒ، صفحہ ۲۸۵۔

۲۱ھ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ؒ، صفحہ ۱۹۔

۲۲ھ ذیل الموضوعات للسیوطی ؒ، صفحہ ۳۵، مطبع العلوی لکھنؤ ۱۳۰۳ھ۔

۲۳ھ ألاسرار المرفوعۃ للقاری ؒ، صفحہ ۲۳۲، وکذا فی المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع للقاری ؒ، صفحہ ۱۸۳-۱۸۴، طبع مکتبۃ الراشد بالریاض ۱۹۸۴ء۔

۲۴ھ کشف الخفاء للعجلونی ؒ، ج ۲، صفحہ ۳۳۰۔

۲۵ھ الضعفاء والمتروکون للنسائی ؒ، ترجمہ ۱۳۲، طبع دار الوعی حلب ۱۳۹۶۔

۲۶ھ الضعفاء والمتروکون للدارقطنی ؒ ترجمہ ۱۶۸۔

۲۷ھ تقریب التہذیب لابن حجر ؒ، ج ۱، صفحہ ۱۸۸، طبع دار المعرفۃ، بیروت ۱۹۷۵ء۔

۲۸ھ تہذیب التہذیب لابن حجر ؒ، ج ۲، صفحہ ۱۴۰، طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۵ھ۔

۲۹ھ الضعفاء الکبیر للعقیلی ؒ، ج ۱، صفحہ ۲۷۳، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۳۰ کتاب المجروحین لابن حبان ؒ، ج ۱، صفحہ ۲۵۷، طبع دار الباز مکۃ المکرمۃ۔
۵۳۱ میزان الاعتدال للذہبی ؒ، ج ۱، صفحہ ۵۶۰ ـ ۵۶۱، طبع دار المعرفۃ بیروت۔
۵۳۲ التاریخ الکبیر للبخاری ؒ، ج ۲، صفحہ ۳۶۵، طبع حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۶۰ھ۔
۵۳۳ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ؒ، ج ۳، صفحہ ۱۸۳، طبع دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد دکن، سنہ ۱۳۷۱ھ۔
۵۳۵ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ؒ، ج ۲، صفحہ ۷۹۲، طبع بیروت سنہ ۱۹۸۴ء۔
۵۳۶ قانون الموضوعات والضعفاء للفتنی ؒ، صفحہ ۲۵۱، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت سنہ ۱۳۹۹ھ۔
۵۳۷ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی ؒ، ج ۱، صفحہ ۵۴۔
۵۳۸ مجمع الزوائد للہیثمی ؒ ج ۱، صفحہ ۷۹، ۲۶۴، طبع دار الکتاب العربی بیروت سنہ ۱۹۸۲ء
۵۳۹ ذیل الموضوعات للسیوطی ؒ صفحہ ۳۵۔

---

## قارئین کرام متوجہ ہوں

جن خریداران محدث کو زرِ سالانہ ختم ہونے کی اطلاع ماہ دسمبر ۱۹۸۹ء اور جنوری سنہ ۱۹۹۰ء کے پرچوں کے ساتھ مل چکی ہے وہ برائے مہربانی اپنا زرِ سالانہ جلد از جلد بذریعہ منی آرڈر بھیج کر تعاون فرمادیں۔ تاکہ وی۔پی کی صورت میں اُن کو مزید -/۸ روپے ادا نہ کرنے پڑیں۔

مینجر محدث

- محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔
- قلمکار حضرات محدث کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تحقیق و تنقید

مولانا محمد ایوب فاضل

# کیا جامع الترمذی میں ترکِ رفع الیدین کا باب ہے؟

نماز میں رفع الیدین کرنا یا نہ کرنا ایک ایسا اختلافی مسئلہ بن گیا ہے کہ اس پر فریقین کے مابین نوک جھوک روزمرہ کی معمول بن گئی ہے۔ اگر از روئے دلائل دیکھا جائے تو رفع الیدین کے قائلین کا موقف نہایت قوی ثابت ہوگا۔ جبکہ فریقِ مخالف (احناف) کے پاس کوئی صریح صحیح مرفوع حدیث نہیں۔ فریقین کی طرف سے اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ احناف دیوبند کی طرف سے اس موضوع پر ایک کتاب "نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح" لکھی گئی ہے جس پر مختصر مگر جامع تبصرہ۔ التوضیح والایضاح للبیس ما فی نور الصباح۔ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ نیز مولانا حکیم محمود بن مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ نے بھی "شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح" کے نام سے مختصر جواب دیا ہے۔ نور الصباح کے مصنف حافظ حبیب اللہ ڈیروی جو کہ احناف دیوبند کے ایک نامی گرامی عالم مولانا سرفراز خان صفدر گکھڑوی کے شاگرد ہیں۔ نے اس کتاب میں تحریف و تبدل۔ دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے مطلب برآری کی مذموم کوشش کی ہے۔ اور کچھ ایسی بے سروپا باتیں زیر بحث لائے ہیں جن کا مقصدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر تفصیلی تبصرہ ہم کسی دوسری مجلس تک مؤخر رکھتے ہیں، اس وقت ہمارے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیشِ نظر ایک خاص بات ہے جس پر ڈیروی صاحب نے نور الصباح میں چھ صفحے سیاہ کیے ہیں۔

چنانچہ وہ "تنبیہ" کے عنوان کے تحت سے لکھتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے ترک رفع الیدین کا باب باندھا تھا اور اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا تھا۔ لیکن متعصب لوگوں نے اس باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ اڑا دیئے ہیں۔ حالانکہ دلائل سے ثابت ہے کہ باب کا عنوان اور صحیح کے الفاظ موجود تھے۔ نور الصباح۔ ص۱۰۱

ڈیروی صاحب نے جن دلائل سے۔ باب۔ کا عنوان اور "صحیح" کے الفاظ کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ان کی حقیقت ہم آگے چل کر واضح کریں گے۔ سر دست ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ کون متعصب لوگ ہیں جنہوں نے یہ سازش کی! کاش اگر اس عقدہ کا حل کر دیا جاتا تو بہتر تھا۔ اگر بالفرض وہ لوگ شوافع۔ حنابلہ۔ اہل حدیث ہیں تو کیا جامع ترمذی کے حنفی شارحین نے اسے ذکر کیا ہے؟ مولانا یوسف بنوری دیوبندی حنفی ہیں انہوں نے "معارف السنن" شرح ترمذی لکھی ہے اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں انہوں نے ص۴۸۳ ج۲ میں شیخ عبداللہ بن سالم البصریؒ اور شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ کے نسخوں میں۔ باب کے ہونے کا ذکر کیا ہے ان دونوں نسخوں کی حقیقت عنقریب واضح کی جائے گی، مگر متن میں ذکر کرنے کی ہمت ان کو بھی نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں "العرف الشذی" جو مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کی تقاریر ترمذی کا مجموعہ ہے) اور مولانا احمد علی سہارنپوری حنفی کے حواشی کے ساتھ جامع الترمذی متعدد بار شائع ہو چکی ہے اس میں بھی اس کا کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ کیا یہ حضرات بھی متعصبین میں شامل ہیں یا نہیں؟

## ترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کے دلائل

دلیل نمبر ۱:۔ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ ترمذی میں امام ترمذیؒ خود فرماتے ہیں،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔ کہ ترکِ رفع الیدین کے باب میں حضرت براء بن عازبؓ سے بھی روایت آتی ہے۔ جب غیر مقلدین کے بقول ترمذی میں باب ہی نہیں تو امام ترمذی کا، وَفِي الْبَابِ. کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ نور الصباح صفحہ۱۰

**الجواب**:۔ جامع الترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کے اثبات کے لیے یہ دلیل ناکافی ہے۔ شارحین کی تصریحات اس کی قطعاً موافقت نہیں کرتیں۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ مقدمہ تحفۃ الأحوذی صفحہ۱۹۱ میں "بیان بعض عادات الترمذیؒ" کے تحت لکھتے ہیں۔ وَمِنْهَا أَنَّهُ يَعْقِدُ الْبَابَ أَوَّلًا ثُمَّ يَرْوِي حَدِيثًا وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ ثُمَّ إِنْ كَانَ فِيهِ كَلَامٌ يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُولُ وَفِي الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي تَدْرِيبِ الرَّاوِي لَا يُرِيدُ ذَالِكَ الْحَدِيثَ الْمُعَيَّنَ بَلْ يُرِيدُ أَحَادِيثَ أُخَرَ يَصِحُّ أَنْ تُكْتَبَ فِي الْبَابِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ وَهُوَ عَمَلٌ صَحِيحٌ إِلَّا أَنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ يَفْهَمُونَ مِنْ ذَالِكَ أَنَّ مَنْ سُمِّيَ مِنَ الصَّحَابَةِ يَرْوُونَ ذَالِكَ الْحَدِيثَ بِعَيْنِهِ وَلَيْسَ كَذَالِكَ بَلْ قَدْ يَكُونُ كَذَالِكَ وَقَدْ يَكُونُ حَدِيثٌ آخَرُ يَصِحُّ إِيرَادُهُ فِي ذَالِكَ الْبَابِ،

یعنی امام ترمذیؒ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ پہلے ایک باب قائم کرتے ہیں پھر ایک یا زیادہ حدیثیں روایت کرتے ہیں پھر اگر اس حدیث میں کوئی کلام ہوتی ہے تو کلام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں وفی الباب عن فلاں وفلاں، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں امام ترمذیؒ کا ارادہ خاص اسی...... سابق حدیث کا نہیں ہوتا بلکہ دیگر وہ احادیث مراد ہوتی ہیں جن کا باب میں لکھنا صحیح ہوتا ہے، علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں یہ صحیح عمل ہے مگر بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جن صحابہ کا نام لیا گیا ہے ان سے بعینہ یہ حدیث مروی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ البتہ بعض اوقات ایسا ہوتا بھی ہے اور بعض اوقات ایسی دوسری حدیث جس کا باب میں ذکر کرنا صحیح ہو وہ مراد ہوتی ہے،

مولانا حبیب اللہ مختار بن الطیب معارف السنن شرح ترمذی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔ وَمِنْ أَهَمِّ خَصَائِصِهِ الَّتِي تَفَرَّدَ بِهَا مِنْ بَيْنِ الْأُمَّهَاتِ السِّتِّ إِشَارَتُهُ فِي آخِرِ كُلِّ بَابٍ إِلَى مَنْ رَوَى الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَوْضُوعِ۔ ص۴۱-۴۲، جامع الترمذی کی خصوصیات میں سے اہم خصوصیت جس سے وہ کتب ستہ میں متفرد ہے یہ ہے کہ امام ترمذیؒ کا ہر باب کے آخر میں ان صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ کرنا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موضوع میں حدیث روایت کرتے ہیں۔

علامہ السیّد علی بن سلیمان الاسنتی مالکیؒ "نفع قوت المغتذی" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، وَكَانَ مِنْ طَرِيقِهِ أَنْ يُتَرْجِمَ بَابًا بِهِ حَدِيثٌ مَشْهُورٌ مِنْ صِحَابِيٍّ قَدْ صَحَّ الطَّرِيقُ وَأَخْرَجَ حَدِيثَهُ بِالْكُتُبِ الصِّحَاحِ فَيُورِدُ بِالْبَابِ ذَالِكَ الْحُكْمَ مِنْ حَدِيثِ صِحَابِيٍّ آخَرَ لَمْ يُخْرِجُوهُ مِنْ حَدِيثِهِ وَلَا يَكُونُ الطَّرِيقُ إِلَيْهِ كَالطَّرِيقِ إِلَى الْأَوَّلِ إِلَّا أَنَّ الْحُكْمَ صَحِيحٌ فَيُتْبِعُهُ أَنْ يَقُولَ فِي الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ وَيَعُدُّ جَمَاعَةً مِنْهُمُ الصِّحَابِيُّ الَّذِي أَخْرَجَ ذَٰلِكَ الْحُكْمَ مِنْ حَدِيثِهِ وَقَلَّمَا يَسْلُكُ هٰذَا الطَّرِيقَ إِلَّا فِي أَبْوَابٍ مَعْهُودَةٍ ص۱ مع الجامع الترمذی مطبوعہ دھلی۔

امام ترمذیؒ کے طریقہ سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ ایک باب منعقد کرتے ہیں اس باب میں ایک صحابی کی ایک مشہور حدیث ہے۔ اس کی سند بھی صحیح ہے اور کتب صحاح میں مروی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حکم کو باب میں ایک اور صحابی سے لاتے ہیں کہ اس حکم کو اصحاب الصّحاح نے روایت نہیں کیا ہے اور اس کی سند پہلی سند کی طرح نہیں ہوتی البتہ حکم صحیح ہے۔ اس کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ وفی الباب عن فلان وفلان کہہ کر بہت سے لوگوں کے نام ذکر کرتے ہیں ان میں اس صحابی کو بھی ذکر کر دیتے ہیں جس کی حدیث سے امام صاحب نے وہ حکم مستنبط کیا ہو۔ چند ابواب کے سوا ایسا انداز بہت کم اختیار کرتے ہیں۔

شراح جامع ترمذی کی ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ کے قول۔ وفی الباب عن فلان وفلان۔ سے مراد یہ ہے کہ ان صحابہ کرامؓ سے مروی احادیث بالجملہ اس باب سے متعلق ہیں۔ اور ان کا اس باب میں ذکر کرنا صحیح ہے۔ چنانچہ ہم دو مثالیں یہاں بیان کرتے ہیں جن سے ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے اور ڈیروی کے مغالطہ کی قلعی کھلتی ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


**پہلی مثال:** - امام ترمذیؒ صـ۱۳۲ ج ۱ مع تحفۃ الأحوذی میں ایک عنوان یوں قائم کرتے ہیں: بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّجُلِ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ۔ اس کے تحت حضرت انسؓ کی حدیث لائے ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ۔ پھر فرماتے ہیں۔ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ۔

حضرت ابورافعؓ کی کون سی حدیث اس مقام پر مراد ہے؟ مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں اس سے ابورافعؓ کی وہ حدیث مراد ہے جسے ابوداؤد اور نسائی نے ابورافع سے روایت کیا ہے۔ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَآئِهٖ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهٖ وَعِنْدَ هٰذِهٖ قَالَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَجْعَلُهٗ غُسْلًا وَّاحِدًا قَالَ هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ۔ تحفۃ الأحوذی صـ۱۳۲ ج ۱

حضرت ابورافعؓ کی یہ حدیث ابوداؤد صـ۸۸ ج ۱ مع عون المعبود۔ سنن نسائی صـ ج ۱ ابن ماجہ صـ۴۴ ج ۱ مسند احمد صـ۸ ج ۶ و صـ۳۹۱ ج ۶ میں موجود ہے

**دوسری مثال:** - جامع الترمذی صـ۱۴۴ ج ۱ مع تحفۃ الأحوذی۔ میں ایک عنوان اس طرح ہے۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الْاِسْفَارِ بِالْفَجْرِ۔ امام ترمذیؒ نے اس کے تحت حضرت رافع بن خدیجؓ کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس کے لفظ ہیں۔ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ وَجَابِرٍ وَبِلَالٍ۔

حالانکہ حضرت ابوبرزۃؓ و جابرؓ سے اسفار بالفجر۔ کے مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا مبارکپوریؒ فرماتے۔ لَمْ اَقِفْ عَلٰى مَنْ اَخْرَجَ حَدِيْثَهُمَا فِي الْاِسْفَارِ وَقَدْ اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْهُمَا حَدِيْثَ التَّغْلِيْسِ۔ یعنی حضرت ابوبرزہؓ و جابرؓ کی اسفار کے بارے میں حدیث پر میں مطلع نہیں ہو سکا۔ البتہ شیخینؒ نے ان دونوں صحابیوں سے تغلیس کی حدیث روایت کی ہے۔ مولانا فیض الرحمٰن الثوری حفظہ اللہ نے بھی رشّ السحاب۔ میں اس مقام پر مکمل خاموشی اختیار کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ الدرایہ صـ۱۰۴ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ وَعَنْ جَابِرٍ وَاَبِيْ بَرْزَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضؓ و ابی برزہ رضؓ کی حدیث تغلیس کے بارے میں ہے۔ اسفار کے بارے میں نہیں۔

ان دونوں مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ فِي الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔ سے مراد وہ احادیث ہوتی ہیں جن کا منعقدہ باب سے فی الجملہ تعلق ہوتا ہے۔ لہٰذا زیرِ بحث مقام پر بھی۔ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ۔ سے مراد صرف یہ ہے کہ رفع الیدین کے بارے میں حضرت براء بن عازب رضؓ سے بھی روایت ہے اگر "وَفِي الْبَابِ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ" سے مراد وہی ہے جو ڈیروی نے کہا ہے تو پھر بتایا جائے کہ مذکورہ بالا دونوں مقامات پر۔ وَفِي الْبَابِ کہنا کیسے درست ہے؟

**دلیل نمبر ۲-۳-۴:** ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ مولانا قطب الدینؒ صاحب "مظاہر حق شرح مشکوٰۃ" میں لکھتے ہیں۔ ترمذیؒ نے دو باب لکھے ہیں اول رفع الیدین میں اور دوم عدم رفع الیدین میں معلوم ہوتا ہے کہ ترمذی میں دو باب والا نسخہ ان کے پاس تھا۔

علامہ محمد عبدالعزیز حاشیہ نصب الرایہ صفحہ ۳۹۴-۳۹۲/ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ ترکِ رفع الیدین کا باب عبداللہ بن سالم بصری (جو کہ شاہ ولی اللہؒ کے استاذ تھے) کے نسخۂ ترمذی میں بھی موجود ہے جو کہ پیر جھنڈا کے کتب خانہ میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے نسخہ ترمذی میں بھی (ترک کا باب) موجود ہے جیسا کہ "شرح سفر السعادۃ" میں ہے۔

علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی صفحہ ۴۰/ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ باب کا عنوان علامہ شیخ محمد عابد سندھی محدث مدینہ کے نسخۂ ترمذی میں بھی موجود ہے۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ کے ہاں یہ ان تمام نسخوں سے زیادہ صحیح ہے جو انہوں نے شرح ترمذی کی تصنیف سے پہلے دیکھے ہیں۔ (نور الصباح صفحہ ۱۰۲-۱۰۱ ملخصاً)

**الجواب:** ثبوتِ باب کے لیے یہ دلائل بھی ناکافی ہیں۔

**اوّلاً:** ان دلائل سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جامع ترمذی کے نسخوں میں اختلاف ہے اور خود ڈیروی صاحب نے سنن ابی داؤد کی ایک خلافِ مطلب عبارت کا صرف اس لیے انکار کیا ہے کہ یہ عبارت سنن ابی داؤد کے کسی متداول نسخہ میں نہیں ہے۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


بظاہر یہ امام ابوداؤدؒ پر افترا ہے آلخ (نورالصباح ص۱۲۳) اور مولانا سہارنپوریؒ نے بذل المجہود شرح ابی داؤد میں مشارالیہا عبارت کو اس لیے مشکوک قرار دیا ہے کہ یہ ہندوستان اور مصر کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

هٰذِهِ الْعِبَارَةُ لَيْسَتْ فِي النُّسَخِ الْمَطْبُوعَةِ الْهِنْدِيَّةِ وَالنُّسْخَةِ الْمِصْرِيَّةِ إِلَّا عَلَى حَاشِيَةِ النُّسْخَةِ الْمُجْتَبَائِيَّةِ فَعَلٰى هٰذَا هٰذِهِ الْعِبَارَةُ مَشْكُوْكٌ فِيْهَا مِنَ الْمُصَنِّفِ۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد ص ۲۱ ج ۲ مطبوعہ ملتان)۔

اس مقام پر ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ مولانا سہارنپوریؒ صاحب نے اپنے اس ضابطہ پر خود کہاں تک عمل کیا ہے؟ ع

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستان میری۔

قارئین کرام غور کریں کہ فریق ثانی خلافِ مطلب عبارت کو جب اس لیے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں کہ وہ متداول نسخوں میں یا ھندستان اور مصر کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے تو انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کو زبردستی منوانے کے لیے یا ثابت کرنے کے لیے صفحات کے صفحات کی تسوید غیر مفید کرے؟

**ثانیاً:۔** ڈیروی صاحب نے جو یہ تأثر دینے کی سعی کی ہے کہ یہ تین الگ الگ نسخے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ہی نسخہ ہے۔ جس کا اصل ایک عرصہ پہلے پیر جھنڈا کتب خانہ میں تھا (یہ کتب خانہ پیر وھب اللہ شاہ جو کہ السید علامہ بدیع الدین شاہ صاحب راشدی حفظہ اللہ کے چچازاد بھائی ہیں کے زیرِ تسلط تھا) اب یہ نسخہ کراچی کے میوزم ہاؤس لائبریری میں موجود ہے اور اس کا عکس علامہ السید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی کے کتب خانہ میں بھی ہے خود راقم الحروف نے حضرت شاہ صاحب کے کتب خانہ میں اسے دیکھا ہے۔ یہ نسخہ شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ کے استاذ عبداللہ بن سالم بصریؒ کا نہیں بلکہ بعض علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ امام سخاویؒ کا ہے۔ سید محمد عابد سندھیؒ کے پاس اسی نسخہ کی نقل تھی۔ کیونکہ وہ تمام .... عبارات جو علامہ احمد محمد شاکرؒ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے تحقیق ترمذی میں سید محمد عابد سندھیؒ کے حوالہ سے ذکر کی ہیں اس نسخہ میں موجود ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ اور مولانا قطب الدینؒ مترجم مشکوۃ کے پیشِ نظر بھی یہی نسخہ تھا۔ اگر یہ متعدد نسخے ہوتے تو برصغیر پاک و ھند کے کسی کتب خانہ میں ان کا وجود ضرور ہوتا۔ حالانکہ ضرورت کے باوجود حنفی حضرات سوائے پیر جھنڈا کتب خانہ کے نسخہ کے (جو کہ اب میوزم ہاؤس کراچی کی لائبریری میں ہے) کسی اور نسخہ کے ذکر سے قاصر ہیں۔

علامہ سخاویؒ کے اس نسخہ میں واقعی ترکِ رفع الیدین کا باب ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ الحاق ہے، اس کی چند وجوہ ہیں۔

الاوّل: ترکِ رفع کے عنوان کے بعد آخر باب تک جس قدر عبارت ہے یہ مکرر ہے۔ یہ تمام تر عبارت اس سے سابق عنوان۔ بَابُ مَا جَاءَ فِی رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ۔ میں موجود ہے،

الثانی:۔ یہ عبارت اور کسی نسخہ میں نہیں ہے۔

علامہ السید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی متعنا اللہ بطول حیاتہ۔ کے کتب خانہ میں چند اور قلمی نسخے بھی ہیں۔

نمبر ۱:۔ یہ نسخہ علامہ ابن سید الناسؒ (متوفی ۷۰۵ھ) کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ کا عکس ہے جو کہ نفح الشذی شرح جامع الترمذی کے نام سے معروف ہے۔ اس نسخہ میں ترک کے عنوان کا نشان تک نہیں ہے (شاید ڈیروی صاحب کے نزدیک علامہ موصوف بھی ان متعصبین میں ہوں گے جنہوں نے ترک کے باب کے اڑانے کی سازش کی ہے۔؟)

نمبر ۲:۔ یہ نسخہ ۱۲۴۷ھ۔ کا لکھا ہوا ہے، اس میں بھی ترک کا عنوان نہیں ہے،

نمبر ۳:۔ یہ علامہ عراقیؒ کی شرح ہے۔ اس میں بھی ترک کا باب نہیں ہے، اس کے علاوہ امام ابن العربیؒ کی شرح "عارضۃ الأحوذی" طبع ہو چکی ہے "عارضۃ الأحوذی" کی تحقیق کرنے والوں نے اس مقامِ ترک کے عنوان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت کا کسی معتبر نسخہ میں نہ ہونا دلیل ہے کہ یہ الحاق ہے،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


**پانچویں دلیل** ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ شرح ترمذی میں فرماتے ہیں۔

علامہ ابن عساکرؒ کے نسخہ میں جو ان سے ان کے شاگرد نے نقل کیا ہے یوں باب باندھا گیا ہے۔ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ۔

(نور الصباح ص۱۰۲)

**الجواب الاوّل** اسی نسخہ کے متعلق خود علامہ احمد محمد شاکرؒ صاحب ابتدائے شرح میں فرماتے ہیں،

وَهِيَ نُسْخَةٌ مُتَوَسِّطَةُ الصِّحَّةِ لَيْسَتْ مِمَّا يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي التَّصْحِيحِ۔ یہ نسخہ متوسط صحت کا ہے تصحیح کے معاملہ میں اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مقدمہ ص۱۵ ج۱:

جب اس نسخہ کی صحت ہی مشکوک ہے تو اسے بطور دلیل پیش کرنا کوئی معقول بات نہیں،

**الجواب الثانی** یہ نسخہ امام ابن عساکرؒ کے شاگرد کا نہیں بلکہ بہت بعد کا ہے۔ چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ فرماتے ہیں۔

فَالَّذِي يَرْوِي الْكِتَابَ عَنِ ابْنِ عَسَاكِرٍ سَنَةَ ۵۵۸ لَيْسَ كَاتِبَ النُّسْخَةِ قَطْعًا لِأَنَّ خَطَّهَا وَوَرَقَهَا لَا يُنَاسِبُ ذٰلِكَ التَّارِيخَ وَإِنَّمَا نَقَلَ نَاسِخُهَا الْإِسْنَادَ الَّذِي وَجَدَهُ فِيمَا يَنْقُلُ عَنْهُ وَلَوْ كَانَ آخِرُ النُّسْخَةِ مَوْجُودًا لَتَبَيَّنَ ذٰلِكَ فِي الْغَالِبِ مقدمہ ص۱۵

امام ابن عساکرؒ سے ۵۵۸ھ کو جس نے یہ کتاب روایت کی ہے وہ یقیناً اس نسخہ کا کاتب نہیں۔ کیونکہ اس کا خط اور اوراق اس تاریخ کے مناسب نہیں ہیں۔ ناسخ نے جو سند پائی ہے اسے نقل کر دیا ہے اگر اس نسخہ کا آخری حصہ موجود ہوتا تو اس کی وضاحت ہو جاتی۔

علامہ موصوف کو جو نسخہ ملا ہے وہ ۱۰۰۰ھ یا ۱۱۰۰ھ کا تحریر کردہ ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں، وَهِيَ نُسْخَةٌ جَدِيدَةٌ يَظْهَرُ مِنْ وَرَقِهَا وَخَطِّهَا أَنَّهَا مَكْتُوبَةٌ فِي الْقَرْنِ الْعَاشِرِ أَوِ الْحَادِي عَشَرَ۔ ص۱۴۔ یہ ایک نیا نسخہ ہے اس


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے اوراق اور خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دسویں یا.... گیارھویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔

نوٹ:۔ ممکن ہے کہ اس نسخہ میں ترک کا عنوان امام سخاوی ؒ کے نسخہ سے نقل کے باعث ہو۔

**چھٹی دلیل** ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکر ؒ کے دو شاگرد علامہ شعیب الارناؤط۔ علامہ محمد زہیر الشاویش حاشیہ شرح السنۃ ص ۲۴/۳ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

والترمذی فِی الصَّلٰوۃِ بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِی اَوَّلِ مَرَّۃٍ الخ۔ نورالصباح ص ۱۰۳-۱۰۲

**الجواب** ان دونوں بزرگوں نے باب کا یہ عنوان اپنے استاذ محترم علامہ احمد محمد شاکر ؒ کی تعلیق ترمذی سے نقل کیا ہے۔ علیحدہ طور پر کسی خاص نسخہ سے اسے نقل نہیں کیا۔ مَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ۔

**ساتویں دلیل** ڈیروی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ احمد محمد شاکر ؒ نے ترمذی کی شرح لکھی ہے، اس نسخہ ترمذی میں ترکِ رفع الیدین کے باب کا عنوان اس طرح کا قائم کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِی اَوَّلِ مَرَّۃٍ۔ (نورالصباح)

**الجواب** علامہ موصوف نے یہ عنوان اپنے ذاتی کسی نسخہ کے باعث رقم نہیں کیا بلکہ سابقہ نسخوں کے پیش نظر لکھا ہے۔ لہذا اسے ایک مستقل دلیل قرار دینا محض کتاب کے حجم کو بڑھانے کے لیے ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر ؒ نے بسم اللہ پر حاشیہ کا نشان لگا کر نیچے حاشیہ میں لکھا ہے۔ اَلتَّسْمِیَۃُ لَمْ تُذْکَرْ فِیْ ھٰذَا الْمَوْضِعِ اِلَّا فِیْ ع وَقَدْ اَثْبَتْنَاھَا احْتِیَاطًا لَعَلَّھَا اِشَارَۃٌ اِلٰی تَجْزِئَۃٍ اُخْرٰی لِلْکِتَابِ لِبَعْضِ الْعُلَمَاءِ ص ۲/۳

تسمیہ کا ذکر اس مقام پر اور کسی نسخہ میں نہیں۔ سوائے ع۔ (علامہ عابد سندھی) کے نسخہ کے ہم نے احتیاطاً اسے لکھ دیا ہے شاید کسی کے نسخہ میں کتاب کے دوسرے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جزء کی طرف اشارہ ہو۔

ہماری اس توضیح سے ڈیروی صاحب کی یہ خوش فہمی اور خود ساختہ علت دور ہوئی جس کا انہوں نے لطیفہ۔ کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں غیر مقلدین حضرات کے باب رفع الیدین کی ابتداء میں "بسملہ" نہیں ہے اور احناف حضرات کے باب ترک رفع الیدین کی ابتداء میں "بسملہ بھی ہے جو اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ترک رفع الیدین ہی میں برکت و ثواب ہے اور یہی جناب رسول اللہ (ص) کی سنت ہے۔ (نور الصباح ص ۲۹۰)

ڈیروی صاحب کی اس عبارت سے کئی باتوں کا استخراج ہم بھی کر سکتے ہیں مگر ان کی چنداں ضرورت نہیں ہے البتہ ہمیں مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ان طالب علموں پر ترس آتا ہے جن کو ڈیروی صاحب جیسے متعصب استاذ الحدیث درس ترمذی میں امام ترمذیؒ کے منعقدہ ابواب کے اس قسم کے لطائف بیان کرتے ہوں گے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے باب کے عنوان پر حاشیہ کا نشان لگا کر نیچے حاشیہ میں لکھا۔

فی لـ۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ۔ وَمَا هُنَا هُوَ الَّذِیْ فِیْ ع وَاَمَّا بَاقِی الْاُصُوْلِ فَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهَا شَيْئٌ مِنَ الْعُنْوَانِ كُلِّهٖ بَلْ جُعِلَ فِيْهَا الْحَدِيْثُ الْآتِیْ دَاخِلًا فِی الْبَابِ قَبْلَ هٰذَا ۱۔ الخ ص ۴۰/۲ج۔

(امام ابن عساکرؒ کے شاگرد کی طرف منسوب) ا نسخہ میں عنوان اس طرح ہے۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ۔ اور جو ہم نے یہاں ذکر کیا ہے یہ علامہ محمد عابد سندھی کے نسخہ میں ہے۔ باقی تمام نسخوں میں کوئی عنوان نہیں بلکہ اگلی حدیث (یعنی حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث) پچھلے باب میں ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "ترک کا عنوان" فقط دو نسخوں میں ہے جن کی تفصیل گزر چکی ہے،

## ڈیروی صاحب کا دوسرا دعویٰ

ڈیروی صاحب نے بزعم خویش متعصبین پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا تھا۔ اس بارے میں انہوں نے جو کچھ دلائل دیئے



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ عینیؒ نے شرح ہدایہ ص ۴۶۳ ج ۱ میں اور مولانا محمد صدیق نجیب آبادیؒ نے انوار المحمود شرح ابی داؤد ص ۲۵۸ ج ۱ میں تحسین کے ساتھ ساتھ تصحیح بھی نقل کی ہے۔ اور اس کا ہونا بھی اشد ضروری ہے کیونکہ امام ترمذیؒ عاصم بن کلیبؒ کی روایت کو اور مقامات میں حسن صحیح کہتے ہیں۔ مثلاً۔ ص ۳۸ ج ۱۔ ص ۱۲۰ ج ۱ وغیرہ۔
اھ۔ ملخصاً نور الصّباح ص ۱۰۱، ۱۰۱

**الجواب** ڈیروی صاحب کا یہ دعویٰ بھی بالکل بیکار اور بلا دلیل ہے۔ ترتیب وار جواب ملاحظہ ہو۔ علامہ عینیؒ کا یہ فرمانا کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی تصحیح پر نص کر دی ہے غیر مسموع بلکہ مردود ہے۔ اس کے لیے انہوں نے کوئی دلیل نہیں دی۔ جم غفیر محدثین وغیرھم جامع ترمذی سے صرف اس حدیث کی تحسین نقل کرتے ہیں۔ کون سی بعید بات ہے کہ علامہ عینیؒ صاحب کو وہم لگ گیا ہو؟ آخر وہ بھی تو انسان ہی تھے۔ اگر ڈیروی صاحب کے نزدیک صاحبِ مشکوۃ سے پے در پے متعدد غلطیاں سرزد ہوئی ہیں تو علامہ عینیؒ سے دیگر اغلاط کے ساتھ ساتھ (جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ کی انتقاض الاعتراض سے پتہ چلتا ہے) یہ غلطی کیوں نہیں ہو سکتی؟ مولانا نجیب آبادیؒ نے بغیر کسی نسخہ کی نشاندہی کے حدیث کی تصحیح امام ترمذیؒ کی طرف منسوب کر دی ہے۔ ان کی بلا دلیل یہ بات ناقابلِ التفات ہے۔

## عاصم بن کلیبؒ کی روایات پر بحث

عاصم بن کلیبؒ کے بارے میں تفصیلی بحث ہم کسی اور مجلس میں پیش کریں گے سردست ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ عاصم بن کلیبؒ اگرچہ ثقہ اور صحیح مسلم کا مستشہد بہ راوی ہے مگر غیر معیاری ثقہ ہونے کے باعث اس کی حدیث درجہ صحت سے گری ہوئی ہے۔ البتہ جب کوئی دوسرا ثقہ اس کا متابع ہو یا اس کی حدیث کا شاہد ہو تو اس کی حدیث درجہ صحت کو پہنچ سکتی ہے۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اسی طور پر ہی اس کی احادیث لی ہیں۔ وللتفصیل مقام آخر۔
اور غالباً یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے پوری صحیح بخاری میں اس کے


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسطہ والی روایت ذکر نہیں کی۔

امام ترمذیؒ کی تحسین وتصیح پر اھل علم نے کھل کر بحث کی ہے۔ خود احناف حضرات ہی امام ترمذیؒ کے تحسین وتصیح کے فیصلہ کو آخری نہیں سمجھتے بلکہ کئی احادیث کے بارے میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

ہماری ناقص معلومات کے مطابق امام ترمذیؒ نے پوری جامع الترمذی میں صرف پانچ مقامات پر عاصم بن کلیبؒ کے طریق سے احادیث روایت کی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ص ۲۲ ج ۱ - (۲) ص ۲۲۸ ج ۱ - (۳) ص ۲۴۰ ج ۱ - (۴) ص ۱۷۹ ج ۲ - (۵) ص ۱۷۱ ج ۳ - مع تحفۃ الاحوذی۔

ان میں سے۔ تیسری اور پانچویں حدیث کے متعلق امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، باقی تینوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تیسری حدیث واقعی صحیح ہے کیونکہ اس میں عاصم بن کلیبؒ متفرد نہیں بلکہ دیگر ثقہ رواۃ نے اس کی متابعت کی ہے۔ اور اس حدیث کے شواھد بھی ہیں۔ ایسے ہی پانچویں حدیث بھی صحیح ہے کیونکہ اس میں بھی عاصم بن کلیبؒ متفرد نہیں بلکہ صحیح بخاری ومسلم میں اس کے متابع موجود ہیں۔ اور صحیحین ہی میں اس کے شواھد بھی ہیں۔ وللتفصیل مقام آخر۔ اس توضیح سے معلوم ہوا کہ امام ترمذیؒ نے ان دونوں حدیثوں کی تصیح متابعات اور شواھد کے پیشِ نظر کی ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں عاصم بن کلیبؒ منفرد ہے اور دوسری کوئی صیح حدیث اس کی شاھد نہیں۔ لہذا یہاں پر۔ لفظ "صیح" کا نہ ہونا ہی عین حق و صواب ہے۔ بالخصوص جب کہ محدثین کرام کی ایک جماعت نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ جن میں عبداللہ بن المبارکؒ امام یحییٰ بن ادمؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام بخاریؒ۔ امام ابوحاتمؒ۔ امام دارقطنیؒ سرِ فہرست ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اصولی طور پر بھی اس حدیث کی تصیح محلِ نظر ہے۔ اور "صیح" کا لفظ کسی قابلِ اعتماد نسخہ میں بھی نہیں لہذا اس حدیث کی تصیح کے لیے ڈیروی صاحب نے جو پاپڑ بیلے ہیں یہ سب بے کار کوشش ہے۔


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تنبیہ :۔ علامہ احمد محمد شاکرؒ نے تعلیقِ ترمذی میں ایک قلمی نسخہ جو کہ "دار الکتب المصریہ میں ہے اس کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اس کے حاشیہ پر صحیح کا لفظ موجود ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ علامہ موصوف نے اس کی تغلیط بھی فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں :۔

فی نسخة بهامش م زيادة "صحيح" وهي غير ثابتة الخ ص ۴۱ ج ۲۔

یعنی ایک نسخہ کے حاشیہ پر "صحیح" کی زیادت ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

اگر ڈیروی صاحب اس توضیح کے باوجود بھی "ترک کے عنوان" اور "صحیح" کے لفظ کے بارے میں اپنے موقف پر مصر ہیں تو ہم ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں وہ ان باتوں کو بھی تسلیم کریں جو ترمذی کے بعض مخطوطہ نسخوں میں موجود ہیں۔ ذیل میں ہم دو مثالوں پہ اکتفاء کرتے ہیں۔

**پہلی مثال** علامہ احمد محمد شاکرؒ رفع الیدین کے باب میں انہی دونوں نسخوں یعنی علامہ محمد عابد سندھیؒ اور دار الکتب المصریہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں :۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِي اُوَيْسٍ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ يَرَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ ص ۳۹ ج ۲۔

اسمٰعیل بن ابی اویسؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے، علاوہ ازیں جامع ترمذی کے حوالہ سے حافظ ابن حجرؒ و دیگر کئی محدثین امام مالکؒ کا قائل برفع الیدین ہونا بھی ذکر فرماتے ہیں۔ دیگر متعدد دلائل بھی امام مالکؒ کے قائل برفع الیدین ہونے کے مقتضی ہیں۔ بایں ہمہ ڈیروی صاحب نے امام مالکؒ کو تارک رفع الیدین ثابت کرنے کے لیے کئی صفحات بے فائدہ سیاہ کئے ہیں۔ آخر کیوں ؟

**دوسری مثال** علامہ احمد محمد شاکرؒ تعلیق ترمذی ص ۱۶۹ ج ۱ میں علامہ محمد عابد سندھیؒ کے نسخہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْعِيْسٰى سَمِعْتُ صَالِحَ بْنَ مُحَمَّدٍ التِّرْمِذِيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمُقَاتِلِ السَّمَرْقَنْدِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِي حَنِيْفَةَ فِي



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جَوْرَبَانِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ قَالَ فَعَلْتُ الْيَوْمَ لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَهُمَا غَيْرُ مُتَنَعَّلَيْنِ،

ابو مقاتل کہتے ہیں میں امام ابوحنیفہؒ پر ان کی اس بیماری میں داخل ہوا جس میں انہوں نے وفات پائی تھی۔ انہوں نے پانی منگوایا۔ وضوء کیا۔ جورابیں پہنی ہوئی تھیں ان پر مسح کیا پھر کہا آج میں نے ایک ایسا کام کیا ہے جسے میں نے پہلے نہیں کیا، میں نے غیر منعل جورابوں پر مسح کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ غیر منعل جورابوں پر مسح کے قائل ہو گئے تھے، مگر امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کا دم بھرنے والوں کی اکثریت آج بھی اس کی قائل نہیں ہے۔

---

رحمانیہ کیسٹ لائبریری
۹۹۔ جے
ماڈل ٹاؤن
لاہور میں
اسلامی تعلیمات کا
عظیم الشان منصوبہ



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاریخ وسیر

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

# آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی

؎ فقر و شاہی واردات مصطفیٰ است
این تجلی ہائے ذات مصطفیٰ است (اقبال)

سلسلۂ انبیاء کی آخری کڑی انسانِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ و مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے راہنمائی نہ ملتی ہو۔ اسی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

یعنی "تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے"۔[1]

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عبادت اور زہد سے معاملاتِ حکومت تک کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس میں آپ کی طرف سے ہدایت نہ ملتی ہو۔ لیکن اس مختصر مضمون میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشی زندگی سے متعلق چند باتیں تحریر کی گئی ہیں۔ آج کل کی اس مادی دنیا میں ہر ایک آدمی حریص ہے اور مالدار اور کروڑپتی ہونے کے باوجود ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کی صدا لگا رہا ہے۔ اسی طرح فقیر بھی قوت لایموت پر قانع نہیں ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرات کی حالت یہ تھی ؎

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا[2]

---

[1] قرآن مجید۔ سورۃ الاحزاب۔ آیت نمبر ۲۱ [2] بانگِ درا۔ علامہ محمد اقبال۔ خطاب بہ جوانانِ مسلم صفحہ ۱۸۳ (شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کی خودداری اس درجے پر تھی تو خود آنحضورؐ کا کیا عالم ہوگا۔ آپؐ نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی اس میں معاشی استحکام نہیں تھا۔ غریب لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی جو بعض اوقات حالات کے ہاتھوں تنگ آگر درختوں کے پتے اور سوکھا چمڑا تک کھانے پر مجبور ہو جاتے تھے[1] شعب ابی طالب میں آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں پر جو حالات گذرے وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ غرباء کے بالمقابل امراء عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے وہ سودی کاروبار کرتے تھے۔ شراب نوشی اور جوا عام تھا۔ رقص و سرور کی محفلیں عام منعقد ہوتی تھیں۔ حلال وحرام کی کوئی تمیز نہ تھی۔ چوری اور ڈکیتی عام تھی عورتوں کی حیثیت حیوانات کی سی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیل ذریعہ زراعت ہیں، اسی طرح عورت ذریعہ تسکینِ شہوت اور بس۔ اولاد کو خرچ کے ڈر سے قتل کر دیتے اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ غلامی کا رواج عام تھا مگر غلاموں کے کوئی حقوق نہ تھے بلکہ ان سے ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں اس دور کے حالات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ[2]

"لوگوں کے کرتوت سے خشکی وتری میں بلائیں پھیلی پڑی ہیں۔"

زندگی مسائل سے عبارت ہے اور ان مسائل میں معاشی مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ ہر دور میں اہمیت کا حامل رہا ہے اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات معیشت کی تنگی کی وجہ سے انسان دین کا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا"[3] یعنی ممکن ہے کہ محتاجی انسان کو کفر تک پہنچا دے!

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو یتیم تھے پھر والدہ کا ساتھ بھی زیادہ دیر تک نہیں رہا اور وہ بھی بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئیں۔ ان کی وفات کے بعد آپؐ کو آپؐ کے دادا نے لے لیا اور نہایت محبت سے پرورش شروع کی لیکن کچھ عرصہ بعد

---

[1] الروض الأنف فی تفسیر السیرۃ النبویہ لابن ہشام از ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی ج نمبر ۲، ص ۱۲۷

[2] قرآن مجید۔ سورۃ الروم آیت نمبر ۴۱۔

[3] مشکوۃ المصابیح ص ۴۲۹ کتب خانہ اصح المطابع۔ دہلی۔ ولی الدین ابوعبداللہ الخطیب)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب وہ بھی فوت ہو گئے تو پرورش کی ذمہ داری آپؐ کے چچا جناب ابو طالب نے لے لی۔ بعض روایات کے مطابق عبد المطلب نے ابو طالب کو حضورؐ کی پرورش کے متعلق وصیت کی تھی۔ ابو طالب بھی دیگر امراء قریش کی طرح تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک بار جب انہوں نے شام کی طرف تجارت کا قصد کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ساتھ جانے کا اشتیاق ظاہر فرمایا جس پر وہ آپؐ کو بھی ساتھ لے گئے۔ اسی سفر میں ایک پڑاؤ پر بحیرا نامی ایک راہب نے آپؐ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپؐ نبی ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں آخری نبی کی علامتیں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے آپؐ کے چچا کو آپؐ کے پاس لے جانے کا مشورہ دیا[1]
آپؐ نے بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہاں قیام کے دوران اور بعد میں نبوت سے قبل اہل مکہ کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور یہ بات رسول اللہؐ نے دورِ نبوت میں خود بیان فرمائی اور ذرا شرم محسوس نہ کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا[2]

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ

جب آپؐ نے جوانی میں قدم رکھا تو آپؐ نے لوگوں کے مال سے تجارت کرنا شروع کردی۔ تجارت آپؐ کا آبائی پیشہ تھا۔ بعض تو قریش کی وجہ تسمیہ بھی ان کی تجارت ہی کو قرار دیتے ہیں لفظ قریش قرش، التقرش سے ماخوذ ہے جس کے معنی کمانے کے ہیں[3] اور قبیلہ قریش میں جس شخص نے تجارت میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی اور روم و ایران اور دیگر ممالک کے ساتھ تجارتی معاہدے کئے وہ ہاشم تھا[4]

عرب میں اس دور میں یہ رواج تھا کہ لوگ کسی دیانت دار آدمی کو اپنے ساتھ ملا لیتے اور یہ شرط ہوتی کہ وہ ان کا مال لے کر باہر جائے اور نفع میں شریک ہو گویا یہ ایک تجارتی ایجنسی

---

[1] سیرت ابن ہشام مع الروض الأنف ج نمبر ۱۔ ص ۱۸۱ (مکتبہ فاروقی ملتان)
[2] الجامع الصحیح للبخاری از ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ج نمبر ۱۔ ص ۳۰۱ (نور محمد کتب خانہ کراچی)
[3] الزمخشری۔ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری۔ تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الأقاویل فی وجوہ التأویل۔ سورۃ قریش ج نمبر ۳، ص ۲۶۳ (مکتبہ مصطفی البابی مصر) أ ۱۰۔ محمد عبد اللہ اثیر الدین محمد بن یوسف اندلسی۔ تفسیر البحر المحیط ج نمبر ۸، ص ۵۱۳ (مکتبہ مطابع النصر الحدیثہ) مصر۔
[4] آلوسی از محمود آلوسی۔ تفسیر روح المعانی ج نمبر ۱، ص ۵۱۹



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شکل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت اور امانت کا شہرہ بہت ہو چکا تھا اس لئے آپ کو لوگوں کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ لوگ خود اپنا مال لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کرتے۔ زیادہ نفع اور دیانت وامانت کی بناء پر لوگوں کا رجحان آپؐ کی طرف بہت بڑھ گیا جو لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریکِ سفر ہوتے وہ آپؐ کی بہت تعریف کرتے۔ ابتداء میں آپؐ نے حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء اور حضرت قیس بن سائب کے ساتھ مل کر کام کیا۔ حضرت قیسؓ نے خود بیان کیا کہ آپؐ دیانت داری میں بے مثال تھے۔ ان سے لین دین کے معاملہ میں کبھی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔ ایک دفعہ عبداللہ بن ابی الحمساءؓ نے آپؐ سے کوئی معاملہ کیا اور کہا کہ میرے آنے تک آپؐ ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور اپنے کام میں اس حد تک مشغول ہوئے کہ اپنی بات بھول گئے جبکہ آپؐ وہیں رہے اور آپؐ نے وعدہ پورا کرنے کے لئے تین دن تک وہاں قیام فرمایا وہ تین دن کے بعد آئے تو بہت شرمندہ ہوئے آپؐ نے فرمایا:

لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ

یعنی آپ نے مجھے تکلیف دی ہے میں تین دن سے یہاں پر ہوں [1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت اور شرافت کو دیکھ کر حضرت خدیجہؓ نے جو قبیلہ قریش کی ایک مشہور بیوہ خاتون تھیں [2] اپنا تجارتی سامان دے کر شام بھیجا اور دوگنا نفع طے کیا اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سامان کو بہت زیادہ نفع کے ساتھ نہایت دیانتداری سے فروخت کیا۔ میسرہ نے اس سفر کے تمام حالات حضرت خدیجہؓ کے گوش گذار کیے [3] پچیس سال کی عمر تک آنحضورؐ تجارت ہی کرتے رہے۔ آپؐ نے شام، بصرہ، فلسطین، البحرین، کویت، مسقط اور عمان کے سفر کئے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے ذاتی اوصاف اور تجارت میں حسنِ معاملہ سے متاثر ہو کر آپؐ کو شادی کا پیغام بھیجا جسے آپؐ نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمایا۔ آپؐ کا خطبہ نکاح بھی ابوطالب نے پڑھایا تھا [4] قرآن مجید میں ہے "وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى" [5] یعنی ہم نے آپؐ کو نادار پایا تو

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح۔ باب الوعد ص ۴۱۶ [2] طبقات ابن سعد۔ ج نمبر ۱، ص ۱۲۹ دار صادر بیروت

[3] سیرت ابن ہشام، ج نمبر ۱، ص ۱۲۱ [4] سیرت ابن ہشام۔ ج نمبر ۱، ص ۲۲۲

[5] القرآن۔ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۸



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مالدار بنا دیا۔ بعض روایات کے مطابق اس آیت میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی طرف اشارہ ہے۔ شادی کے بعد تقریباً بارہ سال تک آپؐ تجارت کرتے رہے لیکن بعد میں طبیعت تنہائی پسند ہوگئی آپؐ گفتگو بہت کم فرماتے تھے اور زیادہ تر غور و فکر میں معروف رہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کھانے کا کچھ سامان لے کر مکہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع غارِ حراء میں تشریف لے جاتے۔ سامان ختم ہوجاتا تو آپؐ واپس تشریف لے آتے کبھی کبھی تو یوں بھی ہوتا کہ حضرت خدیجہؓ خود اس مشکل مقام تک آپؐ کو کھانا دینے جایا کرتی تھیں۔ اسی غار میں چالیس سال کی عمر میں آپؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ نزولِ وحی کے بعد آپؐ نے تیرہ برس مکہ میں گزارے لیکن یہ دور مشکلات کا دور تھا اور کوئی خوشحالی نہ تھی۔ اسی دوران میں آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کا اور آپؐ کے خاندان والوں کا تین سال تک معاشرتی بائیکاٹ بھی کیا گیا یہ مدت آپؐ نے ساتھیوں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں گزاری[1] بعد میں جب بائیکاٹ ختم ہوا تو مسلمانوں پر اور بھی ظلم وستم روا رکھے گئے انہی مظالم کو دیکھتے ہوئے اللہ کے حکم پر آپؐ نے بالآخر مسلمانوں کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور خود بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ عازمِ مدینہ ہوئے قرآن مجید میں ہے

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ
وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ[2]

"اور جبکہ کافر آپؐ کی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپؐ کو قید کریں یا قتل کریں یا آپؐ کو وطن سے نکال باہر کریں اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے"

جب آپؐ مکہ سے نکلے تو آپؐ کے پاس کچھ بھی نہ تھا زادِ راہ کا انتظام بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کیا[3] جب مدینہ پہنچے اور مسجد بنانے کا قصد کیا تو مسجد نبوی کے لئے دو یتیم بچوں سے خریدی جانے والی زمین کی قیمت بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ادا کی۔ مدینہ پہنچ کر آپؐ نے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کو مستحکم کرنے کی انتھک کوششیں فرمائیں اور اپنی معاشی حالت کی طرف کوئی توجہ نہ دی جس کی اصل وجہ آپؐ کی قناعت پسندی تھی۔

---

[1] طبقات ابن سعد۔ ج نمبر ۱، ص ۲۰۹ [2] القرآن سورۃ الأنفال آیت نمبر ۳۰۔

[3] السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء، از ابو حاتم محمد بن احمد البستی ص ۱۳۰-۱۲۸ (مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ۔ بیروت



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


دنیاوی مال و دولت کے حصول کے لئے آپؐ نے کبھی بھی کوشش نہ کی بلکہ آپؐ کے پاس جو کچھ آتا اس کو بھی غربا پر خرچ کر ڈالتے۔ بعض اوقات گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہ ہوتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ شَعِیْرٍ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ[1]

یعنی "آلِ محمدؐ نے دو دن تک سیر ہو کر جَو کی روٹی بھی نہیں کھائی"۔

آپؐ خود یہ دُعا فرمایا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا[2]

یعنی "اے اللہ محمدؐ کا رزق ضرورت کے مطابق رکھ"۔

آپؐ کے لباس میں بھی ہمیشہ سادگی ہوتی خود فرمایا کرتے کہ:

اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ اَلْبَسُ کَمَا یَلْبَسُ الْعَبْدُ[3]

یعنی "میں تو خدا کا بندہ ہوں اور بندوں کی طرح لباس پہنتا ہوں"

آپؐ کبھی ریشمی لباس نہ پہنتے لباس کے معاملہ میں قرآنِ مجید کی اس آیۂ مبارکہ کے مطابق آپؐ عمل کرتے جس میں ارشادِ خداوندی ہے کہ

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَّ لِبَاسُ التَّقْوٰی[4]

یعنی "اے بنی آدم ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا ہے جو تمہارے پردے والے جسم کو چھپاتا ہے۔ اور موجبِ زینت بھی ہے اور تقویٰ کا لباس اس سے بڑھ کر ہے"

آپؐ کسی بھی معاملہ میں نمائش کے قائل نہ تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑوں کا خود خیال رکھتے بکریوں کا دودھ دوہ لیتے

---

[1] صحیح مسلم از مسلم بن حجاج القشیری ج نمبر ۲، ص ۴۰۹ [2] صحیح مسلم از مسلم بن حجاج القشیری کا ج نمبر ۲، ص ۴۰۹ کتاب الزہد۔ (نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعہ الثانیہ کراچی)

[3] زرقانی شرح المواہب اللدنیہ ص ۲۴۔ القاہرہ

[4] القرآن سورۃ الاعراف آیۃ نمبر ۲۶۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اور اسی طرح کے اور بہت سے دوسرے کام بھی کر لیتے آپؐ کی گھریلو زندگی بھی بہت سادہ تھی۔ گھر کے سامان میں ایک لکڑی کا پیالہ زیادہ تر کھانے پینے میں استعمال ہوتا تھا[1] چمڑے کے گدے کا بستر جس میں کھجور کی چھال تھی بان کی چارپائی ٹاٹ کا بستر وغیرہ جیسی چیزیں شامل تھیں۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے جسم اطہر پر نشان دیکھے تو آبدیدہ ہو گئے آپؐ نے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ قیصر و کسریٰ تو عیش کریں اور آپؐ کا یہ حال ہو آپؐ نے فرمایا "لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ" (ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے[2]) آپؐ ہمیشہ ہی دنیا کی زندگی بے وقعتی اور آخرت کی بقا کو سامنے رکھتے ایک بار آپؐ نے انصار و مہاجرین کے لئے دعا کرتے ہوئے آخرت کا ذکر یوں کیا:

"اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَه فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه"[3]

یعنی "اے اللہ اصل زندگی تو آخرت ہی کی ہے انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما"۔

اگر کوئی چیز گھر میں ہوتی تو آپؐ سب سے پہلے اصحاب صفہ کا خیال کرتے۔ اسی طرح فتوحات کی صورت میں جو مال آتا اس کو آپؐ شام ہونے سے قبل تقسیم فرما دیتے ۷ھ میں جنگ خیبر ہوئی اور فدک کی زمین مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تو آپؐ اس سے اپنی ازواج مطہرات کو ان کا خرچ دیتے[4] آپؐ وفود کی مہمان نوازی کرتے اور اصحاب صفہ کے خرچ کا خیال کرتے۔ آپؐ نے لوگوں کو یہ سبق دیا کہ دنیا محض ایک مسافر خانہ کی مانند ہے اصل زندگی آخرت کی ہے لہٰذا اسی کے لئے ہمیں تیاری کرنی چاہیئے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ"[5]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے اور اس کے عوض میں انہیں جنت ملے گی۔

---

[1] ابن قیم الجوزیہ زاد المعاد مترجم حصہ اول انیس احمد جعفری ص ۱۰۸۔ لاہور [2] صحیح بخاری و مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء و ماکان من عیش النبیؐ ص ۴۴۷ [3] الجامع الصحیح للبخاری باب قول النبی لاعیش الاعیش الآخرہ ج نمبر ۲۔ ص ۹۴۹ نور محمد کتب خانہ کراچی۔ [4] الجامع الصحیح للبخاری ج نمبر ۱، ص ۵۷۵ [5] القرآن۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۱


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا دنیا کی تمام تکالیف کا بدل مؤمن کے لئے جنت کی صورت میں ہو گا۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلعم کے پاس گئیں تاکہ آپ کو بتائیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں کو تکلیف یا زخم پہنچے ہیں لہٰذا وہ آپ کو کوئی لونڈی دیں۔ ان دنوں حضورؐ کے پاس کچھ لونڈیاں آئی تھیں۔ آپؓ آنحضورؐ کے گھر پہنچیں تو آپؐ موجود نہ تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے اس بات کا ذکر فرمایا اور گھر واپس آگئیں جب آنحضرتؐ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے یہ بات بتائی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر تھے ہم اپنے بستروں سے اٹھنے لگے تو فرمایا اپنی جگہ پر ہی رہو پھر آپؐ میرے اور ان کے یعنی حضرت فاطمہؓ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپؐ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک مجھے اپنے پیٹ پر محسوس ہوئی اور فرمایا کہ کیا میں آپ دونوں کو آپ کے سوال سے بہتر چیز نہ بتاؤں جب آپ بستروں پر جاؤ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہا کرو۔ یہ تمہارے خادم سے بہتر ہے[1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذاتی جائداد کوئی نہیں چھوڑی بلکہ ایک اصول بیان فرمایا کہ "لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ"[2] یعنی "ہم وارث نہیں بناتے ہیں جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہوتا ہے"۔ آپؐ یہ دعا بھی فرمایا کرتے کہ:

"اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ"

یعنی "اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکین ہونے کی حالت میں موت دے اور مساکین کے گروہ میں سے ہی اٹھانا"[3]

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی ایک جھلک تھی۔ آپؐ کی زندگی کا مطالعہ کرتے وقت اور قرآن و حدیث میں غور فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے معاشی میدان میں بہت اصلاح کی۔ رزقِ حلال کی تاکید کی اور تجارت میں دیانت، رشوت کا خاتمہ، احتکار کی مخالفت، مزدور سے حسنِ معاملہ، انفاق فی سبیل اللہ، سود کی حرمت اور افلاس کے خاتمہ کے متعلق آپؐ کے چند ارشاداتِ عالیہ درج ذیل ہیں:

---

[1] الجامع الصحیح للبخاری ص۵۰۴

[2] الجامع الصحیح للبخاری ج نمبر۱۔ ص۵۲۶

[3] ابن ماجہ۔ ترمذی بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۴۴۶


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ [1]

"کسب حلال، فریضہ الٰہی کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے۔"

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ [2]

"امین اور سچا تاجر نبیوں اور صدیقوں کے ساتھ ہو گا۔"

"اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ" [3]

"ذخیرہ اندوزی کرنے والا آدمی ملعون ہے۔"

"خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ يَدَيِ الْعَامِلِ اِذَا نَصَحَ" [4]

"بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے جبکہ کرنے والا خیر خواہ ہو۔"

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ" [5]

"آنحضورﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔"

اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ [6]

"مزدور کی اجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔"

"اَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ" [7]

"اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔"

"اِنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ حَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ" [8]

"زکوٰۃ کے علاوہ بھی تمہارے مالوں میں حق ہے۔"

"اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِيْ حَاجَتِهٖ" [9]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو چھوڑتا ہے، جو مسلمان بھائی کی ضرورت کو پوری کر گیا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔"

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۲ [2] جامع الترمذی از ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذی ج نمبر ۱، ص ۱۷۹
[3] سنن الدارمی۔ ج نمبر ۱۔ ص ۱۶۵ [4] مسند احمد بن حنبل ج نمبر ۲۔ ص ۳۳۴ مصر [5] جامع الترمذی از ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی۔ ابواب الاحکام ج نمبر ۱، ص ۱۹۴ [6] مسند احمد از احمد بن حنبل ج نمبر ۵۔ ص ۱۱۶ مصر
[7] مؤطا امام مالک۔ کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰ [8] جامع الترمذی از ابوعیسٰی محمد بن عیسٰی الترمذی کتاب الزکوٰۃ ج نمبر ۱ ص ۱۱۲ [9] متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔ باب الشفقہ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۲



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اٰکِلَ الرِّبٰو وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَ قَالَ ھُمْ سَوَآءٌ"[۱]

آپؐ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر (سود کی) دستاویز لکھنے والے پر اس کے گواہوں پر اور پھر فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔"

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ آج تک ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے روگردانی کر کے کیا حاصل کیا ہے۔ نہ معاشی لحاظ سے استحکام ہے اور نہ ہی معاشرتی لحاظ سے امن وسکون بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ہم دوسروں کے دست نگر ہو گئے ہیں۔ اور اس کا بنیادی سبب قرآن سے روگردانی ہے۔ جیسا کہ حکم خداوندی ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا"[۲]

"یعنی جو اللہ کے ذکر سے اعراض کر لیتا ہے اس کی معیشت تنگ ہو جاتی ہے"۔

ہمارے تمام مسائل کا حل صرف اس چیز ہی میں ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو اپنے لئے مشعلِ راہ سمجھیں۔ صحابہ کرامؓ کی مانند ایثار و قربانی کو اپنا وطیرہ بنائیں۔ قرآن مجید ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰکِنْ کَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝[۳]

"اگر بستیوں والے ایمان لے آئے ہوتے اور یہ برے کاموں سے بچتے رہتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تو جھٹلایا سو ہم نے ان کے کاموں کی پاداش میں ان کو پکڑ لیا"۔

اسی فرمان الٰہی کی تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے حدیث قدسی ہے کہ:

---

[۱] صحیح مسلم از مسلم بن حجاج القشیری۔ ج نمبر ۲، ص ۲۷ باب الربا۔
[۲] القرآن سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۴۔
[۳] القرآن سورۃ الأعراف آیت نمبر ۹۶


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


"لَوْ اَنَّ عِبَادِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَ سْقَیْتُھُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ وَ اَطْلَعْتُ عَلَیْھِمُ الشَّمْسَ بِالنَّھَارِ وَلَمْ اُسْمِعْھُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ" [۱]

یعنی "اگر میرے بندے میرے فرمانبردار بن جائیں۔ تو میں رات کے وقت (ان کی ضرورت کی بناء پر) ان پر بارش برساؤں۔ اور دن کے وقت سورج طلوع کر دوں۔ اور ان کو بجلی کی کڑک بھی نہ سناؤں (تاکہ ان کے آرام میں خلل نہ ہو")

یہ خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر مہربانی کی انتہا ہے کہ پانی کی ضرورت بھی پوری ہو جائے۔ اور آرام میں خلل بھی نہ واقع ہو۔ اور اگلے دن آرام سے اپنے کام میں بندے مصروف ہو جائیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سلسلے میں تاریخ کا ایک واقعہ بھی بیان فرمایا ارشاد نبویؐ ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص جنگل میں چل رہا تھا۔ اس نے بادل میں سے یہ آواز سنی "اِسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ" یعنی فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو۔ اسی وقت بارش ہوئی اور پانی ایک طرف چل پڑا۔ وہ آدمی بھی پانی کے ساتھ چل پڑا۔ وہ پانی ایک باغ میں داخل ہوا۔ نام پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ اسی شخص کا باغ ہے جس کا نام اس نے بادلوں سے سنا تھا۔ اس نے اس شخص سے خدا تعالیٰ کی مہربانی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ایک حصہ مسافروں (ضرورتمندوں) کے لئے رکھتا ہے۔ ایک حصہ اپنی ضرورت کیلئے اور ایک حصہ باغ پر ہی خرچ کر دیتا ہے [۲] اور یہی ثمر ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا۔ لیکن جو لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے انحراف کرتے ہیں ان کو خداوند باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں متنبہ کیا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [۳]

"جو لوگ پیغمبرؐ کا حکم مانتے نہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ (دنیا میں) کوئی مصیبت ان پر نہ آن پڑے یا (آخرت میں) تکلیف کا عذاب ان کو پہنچے"۔

---

۱۔ الصحیح للبخاری از ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری بحوالہ قرآن مجید مترجم آف کراچی عبدالستار صاحب دلوان اہل التقوی ۲۔ الصحیح لمسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۵

۳۔ قرآن مجید سورۃ النور آیۃ نمبر ۶۳



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج کے اس پُرفتن دور میں مسلمانوں کی بے راہ روی کا بنیادی سبب ہی یہ ہے کہ قرآن و سنت پر ترکِ عمل ہے۔ اور یہ ترکِ عمل ہی گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے وفائی کی ہے اور غیروں کے ساتھ رسم وفا ادا کی ہے، ورنہ آج بھی خدا تعالیٰ کی رحمتیں ہماری منتظر ہیں۔ ظفر علی خاںؒ نے درست فرمایا تھا کہ ؎[1]

سلیقہ مے کشی کا ہو تو کر سکتی ہے محفل میں!
نگاہِ مست ساقی مے کشی کا اعتبار اب بھی
فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
اگر سینے میں دل ہو اور تڑپ اسلام ہو دل میں
اتر سکتا ہے ابرِ رحمت پروردگار اب بھی!

[1] ظفر علی خان، دیوان۔


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تذکرۃ المشاہیر — عبدالرشید عراقی

# امام ابن اثیر جزریؒ

## ۵۴۴ھ (و) ۶۰۶ھ

# اُن کی علمی خدمات

> ابن اثیر کے نام سے دو بھائیوں نے شہرت پائی!
> ایک مجدالدین مبارک صاحبِ النہایہ فی غریب الحدیث والأثر (م ۶۰۶ھ)
> دوسرے عزالدین صاحبِ اسد الغابہ (م ۶۳۰ھ)
> اس مقالہ میں مجدالدین ابن اثیرؒ کے حالات اور علمی خدمات کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے۔ (عراقی)

مجدالدین ابن اثیر الجزری کا نام مبارک بن محمد تھا۔ اور کنیت ابو السعادات ۵۴۴ھ میں جزیرہ ابنِ عمر میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی [1]

ابنِ اثیرؒ کا خاندان علم وفضل کا گہوارہ تھا۔ ان کے والد محمد بھی صاحبِ علم وفضل تھے، ابنِ اثیرؒ نے اپنے والد سے بھی اکتساب فیض کیا۔ ان کے علاوہ جن اساتذہ کرام سے ابن اثیرؒ نے استفادہ کیا، مورخ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) نے وفیات الأعیان میں اس کا تفصیل سے ذکر کیا ہے [2] طلبِ علم کے لئے بھی ابن اثیرؒ نے مختلف ممالک کا سفر کیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ۔

---

۱؎ ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۰۳، ابن سبکی، طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۵۳،
۲؎ ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۰۳،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابنِ اثیرؒ نے بغداد کے علمائے کرام سے اکتساب فیض کیا[۱]

## حدیث میں علمی تبحر:

علامہ ابن اثیرؒ حدیث میں کمال دسترس رکھتے تھے۔ آپ نامور محدّث اور فقہ و معرفت حدیث میں یکتا تھے۔ آپ کے بھائی علامہ عزّ الدین ابن اثیرؒ (م ۶۳۰ھ) اور حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔ کہ

ابن اثیر (مجد الدّین) حدیثوں کی نقد و تمیز کے ماہر اور رجال و علل کے واقف کار تھے[۲]

## علوم اسلامی میں مہارت:

علامہ ابن اثیرؒ نہ صرف حدیث میں یکتا اور منفرد حیثیت کے حامل تھے۔ بلکہ دوسرے علوم اسلامیہ یعنی قرآن و تفسیر، فقہ، لغت و عربیت میں بھی بے مثال تھے۔ ارباب سیر نے ان کا جملہ علومِ اسلامیہ میں یکتا اور منفرد حیثیت کے حامل ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ تفسیر اور قرآنی علوم میں مہارت سے متعلق علامہ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

وَقَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَتْقَنَ عُلُوْمَهُ وَحَرَّرَهَا[۳]

قرآن مجید کا مطالعہ کیا اور اس کے علوم میں مہارت بہم پہنچائی۔ اور ان کو قلمبند کیا۔

ان کے چھوٹے بھائی علامہ عزّ الدین ابن اثیرؒ (م ۶۳۰ھ) لکھتے ہیں کہ۔

مجد الدین ابن اثیر متعدد علوم جیسے فقہ، اصولِ فقہ، نحو، حدیث اور لغت وغیرہ کے متبحر عالم تھے[۴]

علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے ابنؒ اثیر کا متعدد علوم اسلامیہ میں متبحر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔[۵]

---

[۱] سیوطی، بغیۃ الوعاۃ ص ۳۸۵ [۲] عزّ الدین ابن اثیر، تاریخ الکامل ج ۱۲ ص ۱۰۹، ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۵۴ [۳] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۵۴، [۴] ابن اثیر، تاریخ الکامل ج ۱۲ ص ص ۱۱۳، [۵] ابن عماد الحنبلی، شذرات الذہب ج ۵ ص ۲۲، ۔


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علامہ ابن اثیرؒ ادب و انشاء میں بھی یکتا تھے۔ ارباب سیر و تذکرہ نگاروں نے ان کو بہترین انشاء پرداز اور ادیب لکھا ہے اور ان کی انشاء پردازی کی تعریف کی ہے۔[1]

## فقہی مذہب :

علامہ ابنِ اثیرؒ شافعی المذہب تھے۔[2]

## تدیّن و تقویٰ :

علامہ ابنِ اثیرؒ ایک طرف تو تمام علوم اسلامیہ کے جامع اور صاحب فضل و کمال تھے وہاں آپ زہد و تقویٰ سے بھی متصف تھے۔ آپ بہت بڑے متدیّن اور جادہ مستقیم پر گامزن تھے، اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ فاضلہ کے پیکر تھے۔ خوش خلقی اور حسنِ سلوک میں منفرد حیثیت کے حامل تھے۔

علامہ ابن العماد الحنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں۔

وَكَانَ ذَا بِرٍّ وَإِحْسَانٍ[3]

وہ لوگوں کے ساتھ نیک اور عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔

## وفات :

علامہ ابن اثیرؒ ۶۰۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں موصل میں انتقال کر گئے۔[4]

## علمی خدمات :

علامہ ابنِ اثیرؒ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے، ان کی تمام تصنیفات علمی و تحقیقی ہیں۔ اسلوبِ بیان اور حسنِ تحریر کے لحاظ سے دلکش ہیں، علامہ ابن اثیرؒ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ صاحبِ کشف الظنون حاجی خلیفہ مصطفیٰ (م ۱۰۶۷ھ) نے آپ کی تصنیفات کی

---

[1] ابن خلکان وفیات الاعیان ج ۲ ص ۱۳، ابن سبکی، طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۵، ابن اثیر، تاریخ الکامل ج ۱۲ ص ۱۱۳، ابن عماد الحنبلی، شذرات الذہب ج ۵ ص ۲۲، [2] ابن سبکی، طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۲۵،
[3] ابن عماد الحنبلی شذرات الذہب ج ۵ ص ۲۲، [4] ابن خلکان، وفیات الاعیان ج ۲ ص ۲۰۴۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعداد ۱۲ لکھی ہے [1]

## تفسیر:

### "کتاب الأنصاب فی الجمع بین الکشاف"

یہ قرآن مجید کی تفسیر ہے اور چار جلدوں میں ہے۔ اس میں علامہ ابن اثیرؒ نے احمد بن ابراہیم ثعلبی (م ۴۳۷ھ) کی تفسیر کشف البیان اور علامہ ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری (م ۵۲۸ھ) کی تفسیر "الکشاف عن حقائق التنزیل کا ماحصل جمع کر دیا ہے [2]

## اسماء الرجال:

کتاب الاذواء والذوات [3]

## فن نحو:

کتاب الباہر فی الفروق فی النحو۔
کتاب البدیع [4]

## حدیث ومتعلقات:

### "کتاب الشافی فی شرح مسند الشافعی

امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کی مسند کی حدیثوں کی شرح اور ان کے معانی وضاحت اور ان سے مستنبط ہونے والے احکام ومسائل کی تحقیق ہے [5]

---

[1] حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ کشف الظنون ج ۱ ص ۱۵۹، ج ۲ ص ۱۹۳، ۴۲۳، ۱۳۴۶
[2] حاجی خلیفہ مصطفیٰ کشف الظنون ج ۱ ص ۱۵۹، ابن خلکان وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۱۳،
[3] معجم المطبوعات کالم ۳۴ - علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے اس کی تلخیص کی تھی۔
[4] حاجی خلیفہ مصطفیٰ، کشف الظنون ج ۱ ص ۱۵۹۔
[5] ایضاً ج ۲ ص ۴۲۳



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## النہایہ فی غریب الحدیث والأثر:

علامہ ابن اثیرؒ کی یہ کتاب غریب الحدیث میں بہت مشہور اور بلند پایہ ہے۔
علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

غریب الحدیث میں علامہ ابن اثیرؒ کی النہایہ بہت مشہور اور متداول کتاب ہے[1]

طاش کبری زادہ لکھتے ہیں کہ

ابن اثیرؒ کی النہایہ اپنے موضوع پر بہت عمدہ اور لاجواب کتاب ہے[2]

النہایہ کو لغت کی کتابوں کے انداز پر حروف تہجی سے مرتب کیا گیا ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی مقدمہ النہایہ کی روشنی میں النہایہ سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

اس میں حدیثوں کے مشکل اور غریب الفاظ کو ذکر کرکے ان کے معانی بیان کئے گئے ہیں، اور ہر لفظ کی تشریح سے پہلے حدیث کا وہ ٹکڑا بھی نقل کیا گیا ہے جس میں یہ لفظ آیا ہے۔ لغات کی تشریح وتحقیق کے لئے دوسری حدیثوں سے نظائر اور آئمہ لغت اور شارحین حدیث کے بیانات بھی نقل کئے گئے ہیں۔ اس میں صرف صحاح کی حدیثوں ہی کے مشکل الفاظ کی تشریح نہیں کی گئی ہے، بلکہ سنن، جوامع، مسانید اور مصنفات وغیرہ حدیثوں کے غریب الفاظ بھی درج ہیں۔ شروع میں ایک مقدمہ ہے۔ اس میں الفاظِ حدیث کی معرفت کی ضرورت، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت و بلاغت، فتوحات کے بعد اہلِ عرب کے دوسری قوموں سے اختلاط کے نتیجہ میں غیر زبانوں کے الفاظ کے عربی زبان میں داخل ہونے اور اس فن کی مشہور اور اہم کتابوں کی خصوصیات وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔

"النہایہ فی غریب الحدیث والأثر" ۱۲۶۹ھ میں طہران سے ایک جلد میں ۱۳۰۸ھ اور ۱۳۱۱ھ میں قاہرہ سے ۴ جلدوں میں شائع ہوئی۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے

---

[1] سیوطی: تدریب الراوی ص ۱۹۳، [2] مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۱۱۰

[3] معجم المطبوعات ج ۱ کالم ۱۳۵،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تلخیص الدر النثیر کے نام سے کی۔ جو ۱۳۱۱ھ کے ایڈیشن کے حاشیہ پر شائع ہوئی۔[۱]

## "جامع الأصول فی احادیث الرسول"

یہ علامہ ابن اثیرؒ کی مشہور و مقبول کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے صحاح ستہ کی روایات کو جمع کیا ہے جیسا کہ علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) نے اس کی تصریح کی ہے[۲]۔ جامع الأصول سے پہلے امام رزینؒ بن معاویہ نے بھی اسی نہج پر ایک کتاب مرتب فرمائی تھی، مگر ابن اثیرؒ کی جامع الأصول زیادہ جامع اور مستند ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن علی المعروف ابن ربیع الشیبانیؒ (م ۹۴۴ھ) لکھتے ہیں۔

"میں قدیم و جدید ائمہ فن کی اکثر کتب حدیث سے واقف ہوں۔ مگر مجھ کو جامع الأصول سے زیادہ جامع اور عمدہ کتاب کوئی نظر نہیں آئی، مصنف نے اس کو بڑی خوبی اور عمدہ ڈھنگ سے مرتب کیا ہے۔ اور یہ گوناگوں فوائد پر مشتمل ہے۔"[۳]

طاش کبریٰ زادہؒ جامع الأصول کے متعلق یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں کہ

"یہ حدیث کی ۶ مستند و معتبر کتابوں کی جامع ہے۔ یعنی موطا امام مالک، صحیحین (بخاری و مسلم) سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، اور سنن نسائی وغیرہ کی روایات و احادیث کا مجموعہ ہے، اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کو اسلامیات کی اہم اور حدیث کی بنیادی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ اس طرز پر ایسی عمدہ کتاب نہ پہلے لکھی گئی ہے اور نہ آئندہ لکھی جائے گی۔"[۴]

علامہ ابن اثیرؒ نے جامع الأصول میں صرف حدیثوں کو جمع ہی نہیں کیا ہے، بلکہ ان کی شرح بھی کی ہے۔ اور نئے مسائل و مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ احادیث سے جو مسائل مستنبط ہوتے ہیں، ان کی نشاندہی کی ہے۔

---

[۱] معجم المطبوعات ج ۱ کالم ۱۳۵، [۲] ابن خلکان، وفیات الأعیان ج ۲ ص ۲۰۳، [۳] ابن ربیع الشیبانی، مقدمہ تیسیر الوصول ص ۱ [۴] طاش کبریٰ زادہ، مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۱۱۰۔


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں۔

علامہ ابن اثیرؒ نے جامع الأصول میں صحاح ستہ کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ اور غریب الفاظ کی شرح اور مشکلات کو بھی ضبط کیا ہے اور راویانِ حدیث کے ناموں اور دوسرے متعلقاتِ فن کو بھی بیان کیا ہے اس لحاظ سے یہ گویا صحاح ستہ کی شرح ہے جس طرح کہ مشارق الأنوار اور طبقہ اولی کی تینوں کتابوں (موطا اور بخاری و مسلم) کی شرح ہے [۱]

علامہ ابن اثیرؒ خود بھی فرماتے ہیں کہ جامع الأصول میں غریب الفاظ کی شرح اور اعراب و معانی کی وضاحت کی گئی ہے [۲]

جامع الأصول کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱- مبادی ۲- مقاصد ۳- خاتمہ

پہلے حصہ میں چار فصلیں اور ایک مقدمہ ہے۔ مقدمہ میں علمِ حدیث کے اصول و قواعد، اور اصلاحات کا ذکر ہے۔ اور فصلوں میں علمِ حدیث کی نشر و اشاعت اور جمع تدوین، کتبِ حدیث کی تصنیف و تالیف کے اغراض و مقاصد، متاخرین کے متقدمین محدثین کی کتابوں کے خلاصے مرتب کرنے اور جامع الأصول کے مقصدِ تصنیف کو بیان کیا گیا ہے۔

علامہ ابن اثیرؒ نے جامع الأصول کو مسانید کی بجائے ابواب پر مرتب کیا ہے۔ اور ابواب کو معانی کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ علامہ ابن اثیرؒ نے اس کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو حدیث کسی ایک معنی پر دلالت کرتی ہے اس کو اس کے باب میں جمع کیا ہے۔ اور جو حدیث کئی ایک معانی پر مشتمل ہے۔ اس کو علامہ ابن اثیرؒ نے آخر میں ایک مستقل باب میں درج کیا ہے اور جس کا نام انہوں نے کتاب اللواحق رکھا ہے۔

جامع الأصول کی اہمیت و افادیت کے پیشِ نظر علمائے کرام نے اس کے مختصرات لکھے ہیں جن میں علامہ شیخ عبدالرحمان بن علی المعروف با بن الزبیع الشیبانی (م ۹۴۴ھ) کی مختصر "تیسیر الوصول الی جامع الاصول" بہت مشہور ہے۔ یہ مختصر بہت نفیس اور عمدہ ہے

---

[۱] شاہ عبدالعزیز دہلوی، عجالہ نافعہ معہ فوائد جامعہ ص ۴،

[۲] حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون ج ۱ ص ۵۹۳،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ دو جلدوں میں ہے۔ اور اس کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے ۱۲۵۲ھ میں یہ کتاب کلکتہ سے شائع ہوئی، اور ۱۸۹۶ھ میں کانپور سے شائع ہوئی۔ محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۳۰۷ھ) اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"تیسیر الوصول مختصر تعریف و توصیف سے مستغنی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس کی شرح فارسی زبان میں لکھوں تاکہ اس بہانہ سے پروانہ نجات حاصل کروں۔ اور اللہ کے ہاتھ میں توفیق ہے (۱)

مشہور اہلحدیث عالم مولانا ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ) نے تیسیر الوصول کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ جو مطبوع ہے (۲)

---


رحمانیہ

- کیسٹ لائبریری کے اجراء کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول کی تعلیمات کو فروغ دینا ہے۔
- لائبریری کی خدمات بلا معاوضہ ہیں۔
- بطور سیکورٹی ۲۵ روپے یا دو عدد کیسٹ جمع کروانا ہوں گے۔
- تمام احباب بوقت ضرورت اور حسب ضرورت محدود وقت کے لئے کیسٹ بھی جاری کروا سکتے ہیں۔
- لائبریری کی خدمات کو عنقریب بہت وسیع کیا جا رہا ہے۔
- فی الحال ملکی و غیر ملکی قراء کی تلاوت وحدہٗ با ترجمہ و بغیر ترجمہ، مناظرہ جات، کنونشن اور سیمینار کے کیسٹ دستیاب ہیں۔


---

(۱) نواب صدیق حسن خانؒ، اتحاف النبلاء، ص ۷۴،

(۲) ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۷۴،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبدالرحمن عاجز

# کتنا حسرتناک ہے

# اُف حاصلِ عُمرِ دراز!

قربتِ ربِ دو عالم کا سبب ہے جو نماز
کیسے ممکن ہے کہ ہو بے لذتِ سوز و گداز

یاالٰہی التجا یہ ہے بصد عجز و نیاز
مسکن و مدفن بنا دے تو مرا ارضِ حجاز

اہلِ دین اور اہلِ دنیا میں بس اتنا فرق ہے
اک طرف صبر و رضا ہے اک طرف ہے حرص و آز

جسکا ظاہر اور باطن معصیت سے پاک ہے
وہ خدائے پاک کے نزدیک ہے بس پاکباز

محفلِ ہستی میں رکھ مقصودِ ہستی کا خیال
تاکہ تو ہو آخرت میں سربلند و سرفراز

موت آئیگی تو کھل کر سامنے آجائے گا
عالمِ برزخ کہ جو اسوقت ہے سربستہ راز

معصیت کے بیج کا ہے لازماً کڑوا ثمر
کیسے کھائیگا وہ گاجر جس نے بویا ہو پیاز

چار دن کا کھیل ہے مال و زر حُسن و جمال
کونسی شے پر تو آخر اسقدر کرتا ہے ناز

جسکا ہر لمحہ ہے وقفِ ذکرِ ربِ کائنات
ہے وہی خوش بخت ہر رنج و الم سے بے نیاز

---



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895 Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمّت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیّت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا، حمیّت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیّہ کے خلاف ہے، ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے ـــــ لیکن جاہلیّت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

# مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۵۰ روپے فی پرچہ ۵/- روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE-14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ